بعون صانع مہیمن و مکان فضل و خلاق زمین و زمان



مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں بہ طبع مزین ہوا

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ و سلسلہ ارفروخت کے لیے موجود ہے یہ فہرست مطول ہر ایک شائق کو جو جناب مالک سے مل سکتی ہے جس کے ملاحظہ فرمانے سے شائقان اصل حالات کتب سے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزاں ہے اس کتاب کے تفصیل بیچ کے یہ صفحہ سادہ میں کتب کلیات و دواوین اردو و کتب منتخبات نثر و چند کتب فسانہ نظم درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی جو کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہووے

کتب کلیات و دواوین اردو

کلیات انشاء اللہ خان - نتیجۂ طبع شاعر نامی میر انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب سعادت علیخان جنت مکان صاحب سخن تھے۔

کلیات منشی ناسخ - مجموعہ کلیات جس میں نادر رسائل شامل ہیں ا۔ شاہد عشرت ۲۔ سخن شعراء ۳۔ اشعار ناسخ ۴۔ مرغوب دل ۵۔ دفتر بے مثال ۶۔ گنج تواریخ ۷۔ چشمۂ فیض ۸۔ منشی پارسی ۹۔ زبان ریختہ ۱۰۔

قطعہ منتخب - ازجلوہ گری طبع رسا مولوی عبدالغفور خان بہادر۔

شاہد عشرت - فقط۔

سخن شعراء - "

اشعار ناسخ - "

مرغوب دل - "

دفتر بے مثال - "

گنج تواریخ - "

زبان ریختہ - "

قطعہ منتخب - "

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین مرزا رفیع الکلام ملک الشعراء مرزا رفیع السودا۔

کلیات نظیر - اکبرآبادی۔

کلیات تراب - مجموعہ جس میں چند کتابیں ہیں ا۔ دیوان ۲۔ مثنوی عاشق صنم ۳۔ ٹھمریاں ۴۔ شجرۂ قادریہ

کلیات صنعت - کلام منشی سکندر میاں کریم الدین صنعت۔

کلیات ناسخ - دو دیوان مع اور حاشیہ پر نتیجہ [illegible] فکر۔

شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی

کلیات آتش - طبعزاد منظور نامی خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ۔

کلیات نظام - کلام منظوم خوش فکر نواب محمد مرزا علیخان بہادر

کلیات تسلیم - جس کا نام تاریخی نظم ارجمند ہے نتیجہ خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی۔

کلیات میر تقی - سر آمد استاد مستند و ملک الشعراء کا کلام جید نظر [illegible] کر چھپا۔

کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام چار جلد ہیں۔

کلیات مومن خان - جدید الطبع۔

بہارستان سخن - جس میں تین استادوں کا کلام ہے یعنی مصاحبہ غزلیں ا۔ شیخ امام بخش ناسخ ۲۔ خواجہ حیدر علی آتش ۳۔ مہدی حسین خان آباد [illegible] مجموعہ کا مجموعہ ہے ہر ایک استاد نے زور طبع دکھایا ہے ہم دیگر ترجیح بلا مرجح کہنا زیبا ہے

دیوان گویا - ازطبع زاد رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر تخلص وزیر و استاد ناز ک خیالی۔

دیوان امیر - مخزن طبع زاد سید امیر الدین [illegible]

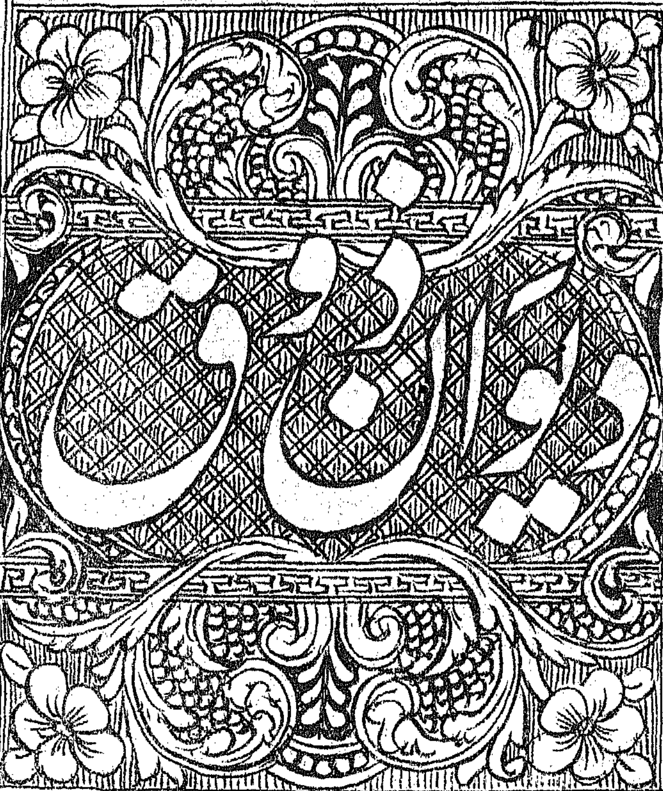
دیوان رند - یہ گلدستۂ عشق کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔

دیوان فدا - از نتیجۂ دیوانی طبع رسا مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی

دیوان غافل - کلام منظوم بہار بہا آتش و ناسخ منور خان غافل

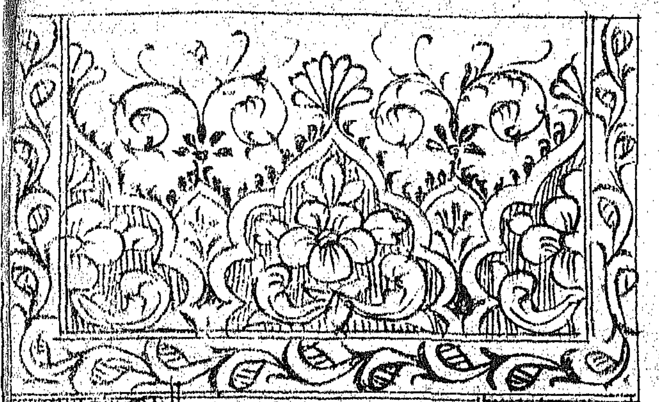


بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان



مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں بطبع مزین ہوا





بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان ذوق



ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا

صراطِ عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا
دمِ شمشیرِ قاتل پر بھی خون جاتا ہے جم میرا

ہوا یہ سینہ یکسر خارزارِ وحشتِ غم میرا
کہ آیا پاؤں جوں آتشزدہ ہو کر لب پہ دم میرا

وہ ہوں میں گیسوئے موجِ محیطِ اعظمِ وحشت
کہ ہو گھیرے ہوئے روئے زمیں کو پیچ و خم میرا

نشانِ پے روا ہی گر دکھائی زورِ مستانے
جھپکے ہے دیدۂ صحرا کی نقشِ دم میرا

وہ ہوں میں رہ نوردِ شوق میرے ساتھ جاتا ہے
برنگِ سایہ ہمراہ ہوا نقشِ قدم میرا

نہ ہووے وقر ترکِ سجدۂ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب تبہ ہو علم میرا

بے وحشت ابتلک بھی تماشا آہو کیطرح — پیچ کھاتا ہے دھوان میرے چراغ گور کا

دیکھنا زہر آب پیکان محبت کا اثر — چشم افعی بنگیا روزن ہر اک ناسور کا

کھینچے پانی اوس پری کی کیونکر تصویر کھینچ — جمع ہو جبتک نہ رنگ سرخ رو ... کا

تیرے قامت سے جو ہو برپا قیامت شور کی — کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہے جسکی خاک مین
ہے در تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

لکھیے اوسی خط مین کہ ستم اوٹھ نہین سکتا — پر ضعف سے ہاتھون مین قلم اوٹھ نہین سکتا

بیمار تصور تصویر نہالی — کیا اوٹھے سر بستر غم اوٹھ نہین سکتا

آتی ہے صدا ے جرس ناقہ لیلی — صد حیف کہ مجنون کا قدم اوٹھ نہین سکتا

جون دانہ روئیدہ تہ سنگ ہمارا — سر زیر گران بار الم اوٹھ نہین سکتا

ہر داغ معاصی مرا اس دامن تر سے — جون حرف سر کاغذ نم اوٹھ نہین سکتا

اتنا ہون تری تیغ کا شرمندۂ احسان — سر میرا تری سر کی قسم اوٹھ نہین سکتا

پردہ در کعبہ سے اوٹھانا تو ہے آسان — پر پردۂ رخسار صنم اوٹھ نہین سکتا

یون اتنا گرانبار رہے جو رخت سفر سے — اے راہرو ملک عدم اوٹھ نہین سکتا

دنیا کا زر و مال جمع کیا تو کیا ذوق — کچھ فائدہ بے دست کرم اوٹھ نہین سکتا

سراغ عمر رفتہ ہو تو کیون کر	کہین جسکا نشان پا نپایا
رہ گم گشتگی مین ہم نے اپنا	غبار راہ بھی عنقا نہ پایا
رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم	کبھی کج فہم کو سیدھا نپایا
تہ خنجر ترے بسمل نے ہے ہے	ذرا قابو تڑپنے کا نپایا
احاطے سے فلک کے ہم تو کب کے	نکل جاتے مگر رستہ نہ پایا
جہان دیکھا کسی کے ساتھ دیکھا	کبھی ہمنے تجھے تنہا نپایا
چراغ داغ لیکر دل مین ڈھونڈا	نشان پر صبر و طاقت کا نپایا
وہ از خود رفتہ ہون جسکو خودی نے	جدائی مین اگر ڈھونڈھا نپایا
کہے کیا ہاے زخم دل ہمارا	دہن پایا لب گویا نہ پایا
کبھی تو اور کبھی تیرا رہا غم	غرض خالی دل شیدا نہ پایا
سوا تیرے خط مشکین کے کوئی	محب نسخہ سودا نہ پایا
وہ بولے دیکھ کے تصویر یوسف	سنا جیسا اوسے ویسا نہ پایا
نہ مارا تونے پورا ہاتھ قاتل	ستم مین بھی تجھے پورا نہ پایا
مرے طالع کی وہ گردش ہے جس سے	فلک نے بھی قرار اپنا نہ پایا
نظیر اوسکا کہان عالم مین اے ذوق	کہین ایسا نہ پائیگا نہ پایا

کیا ہوا جو سمجھائے اُڑی دے مرے دوست — دشمن کا سخن وہیں نشین ہو ہی چکا تھا

کیا دیکھتے ہم یوسف کنعان کو کہ اپنا — منظور نظر ایک حسین ہو ہی چکا تھا

کیا گرم تپش ہوتا تڑپ کر ترے آگے — میں سر و تہ خنجر کہیں ہو ہی چکا تھا

جو کچھ کہ ہوا ہم سے وہ کس طرح نہ ہوتا
حکم ازلی ذوق یونہیں ہو ہی چکا تھا

ہم ہیں اور سایہ تری کوچہ کی دیواروں کا — کام جنت میں ہے کیا ہم سے گنہگاروں کا

محتسب گرچہ دل آزار ہے میخواروں کا — دیجے اک جام تو ہی یا ابھی رڈنکا

اتنا محسوز فغان ہو کہ چمن میں بلبل — خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہو انگاروں کا

چرخ پر بیٹھ رہا جان بچا کر عیسیٰ — ہو سکا جب نہ مداوا ترے بیماروں کا

ہوں رنگین حلق بریدہ کی ہاں جو بنا — گر تماشہ تجھے منظور ہو فواروں کا

ہیں کمانداری ترے تیر مژہ تشنۂ خون — منہ کھلا رہتا ہے اس واسطے سوفاروں کا

کیوں نہ ہر تار ہیں سودائی زلف گرفتار رہو — کھیلنا نہ ہے محبت کے گرفتاروں کا

دینگے جان بوسۂ لعل نمکین پر ہم بھی — جان نثاری ہے اگر شیوہ نمکخواروں کا

بے سیاہی نہ چلا کام قلم کا ای ذوق
روسیاہی سر و سامان ہے سیہ کاروں کا

ہو سکے آلودہ دامن پاکدامن کسطرح
نفس ہے قید در کو قدرت ہو گر تصویر بھی

ای زلیخا چھوڑ دامن یوسف کنعان کا
دیکھ پھر ساماں ہیں عریانی کے ساماں کا

دیکھنا اے ذوق ہونگے آج پھر لاکھوں کے خون
پھر چبایا اوسنے لعل لب پہ لاکھا پان کا

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپکو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑی موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی مار کھانے کی
تری زلفوں نے مشکیں باندھکر مارا تو کیا مارا

نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر
جو اوسنے ہاتھ سینے پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی پھر جو دل پر تاک کے مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یاں رونا ہے مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بیخبر مارا تو کیا مارا

بھرے آنسو ہمیشہ ہیں رنگ لعل ستی خون
جو غوطہ آب میں تو نے گہر مارا تو کیا مارا

جگر دل دونوں پہلو میں ہیں زخمی اوسنے کیا جانیں
ادھر مارا تو کیا مارا ادھر مارا تو کیا مارا

دل سنگیں خسرو پہ بھی ضرب کوہکن پہنچا
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نکرنے میں
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

دیوان ذوق

ہم اور تم ہیں اوسکے یاد تونے دیکھا ذوق
گیا وہ غیر کے گھر مجھ کو ٹال کے کیسا

میں کہاں سنگ در یار سے ٹل جاؤنگا
نہ وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤنگا

نالہ کہتا ہے کہ تا چرخ زحل جاؤنگا
بلکہ میں توڑ کے اوسکو بھی نکل جاؤنگا

دل یہ کہتا ہے کہ تو ساتھ نہ لیجیو مجھکو
ورنہ میں جاکے وہاں دیکھ مچل جاؤنگا

مدرسے میں بھی اگر جاؤنگا تو دیکھ کتاب
شیشۂ بادہ لیے زیر بغل جاؤن گا

کوچۂ یار میں جاؤنگا تو مثل خورشید
پاس آداب سے میں سر کے بل جاؤنگا

دل لیے ہے کہ مجھے روزن سینہ سے نکال
ورنہ خون ہوکے میں انکھوں سے نکل جاؤنگا

سرو جو نہ فلک اٹھ پالا کہ بن آئے
نخل سر باز وہ کیطرح سے جل جاؤنگا

آنکھ سے شمع صفت مجھکو گرا کر نہ سنبھال
مین نہیں وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤنگا

قیس و فرہاد کو بتلاؤنگا کچھ عشق کی راہ
اب کی میں گر طرف دشت و جبل جاؤنگا

گرچہ آگ میں پروانہ دم گرمی شوق
سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤنگا

ہوں وہ مشتاق شہادت کہ تہ تیغ ہیں
پاسے کوبان تہ شمشیر اجل جاؤنگا

جنبش برگ صفت باغ جہان میں اے ذوق
کچھ نہ ہاتھ آئے گا تو ہاتھ تو مل جاؤن گا

دیوان ذوق

[illegible]

دیوان ذوق

[illegible]

ہے اور علم و ادب مکتب محبت مین
کہ ہے وہان کا معلم جدا ادیب جدا

ہجوم اشک کے ہمراہ کیون ہنو نالہ
کہ فوج سے نہین رہتا کبھی نقیب جدا

فراق خلد سے گندم ہے سینہ چاک ابتک
الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا

کیا حبیب کو مجھ سے جدا فلک نے اگر
نہ کر سکا مرے دل سے غم حبیب جدا

کرین جدائی کا کس کس سے رنج ہم اے ذوق
کہ ہونے والے ہین سب ہم سے عنقریب جدا

شکر پردے ہی مین اوس بت کو حیا نے رکھا
ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا

سر پا پال رہ عشق کی تربت کا نشان
اوسپہ تعویذ جو نقش کف پا نے رکھا

تلخکامی کا رہا بعد فنا بھی یہ اثر
استخوان کو مرے باقی نہ ہما نے رکھا

آشیان باغ مین ڈھونڈھا جو قفس سے چھٹکر
ایک تنکا بھی نہ تھا باد صبا نے رکھا

دل جو دیوانہ نہ تھا میرا تو پھر کیون نہ سکا
پابزنجیر تری زلف دوتا نے رکھا

آنکھین دیدار طلب رہ گئی ہین بکل
دستۂ نرگس کا یہین میرے سرہانے رکھا

ہے ناواقف رہ پہلے ہی سے رہبر موجود
گور سے آگے قدم دیکھ عصا نے رکھا

ناتوان ہین تن زار مرا دیکھ سکا
خوب دھوکے مین دو تار قبا نے رکھا

نہ رکھے خوبی رو زشتی سے غرض آئینہ وار
گھر مین مہمان جسے اہل صفا نے رکھا

[illegible]

[illegible]

نام سیر اسکے مجنون کو جہالی آ گئی
بید مجنون دیکھکر انگڑائیان لینی لگا

مجھکو ہر شب ہجر کی ہونی لگی جون روز حشر
مجھسے یکسدن کے بدلے آسمان لینی لگا

ای جو غنچون کا چٹکنا اور کلیونکی ہی چٹک
یہ بلائین کسکی باغ ای باغبان لینی لگا

جسنی کی اس میکدہ مین بیعت دست سبو
وہ قدم تیری بسے آ پیر مغان لینی لگا

لیکے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنی بہار
اپنی بوسہ آپ وہ غنچہ دہان لینی لگا

تیز جو کرنے لگا عشاق پہ تیغ نگاہ
چشم کی گردش سے وہ کار سنان لینی لگا

حسن سے ہی تو دل آہن بھی گرم اختلاط
شمع کی گلگیر جو منہ مین زبان لینی لگا

مدت اوسکو یاد کرتی ہی خدا جانے کہ گور
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینی لگا

رات کو ای ذوق اوسکی نوک مژگان کا خیال
تن پہ ہر مو سے مرے کار سنان لینے لگا

پہونچا آب تیغ قاتل تا بسر اچھا ہوا
ای دل مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا

ایکدن بالکل نہین ہے چارہ گر اچھا ہوا
جو لگے ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا

کم ہوا دوس آب خنجر کی الٰہی آبرو
آج مدت مین ہمارا حلق تر اچھا ہوا

آ رہیگا دشت مین لیلی تیری نائے کا ہم
ہو گیا مجنون جو کانٹا سوکھکر اچھا ہوا

رو رو کہتا تھا ہزار مجھکو سکھا دو عشق کا
کھبر ہی یا نون تمنے دل کو چیر کر اچھا ہوا

وہ آئین یا نہ آئین مین نہین رنجیدہ دل اونسے
اگر رنج ہی کیون رنج اونسے بے سبب آیا

لگائی زلف کو شانہ نے جو اونگلی پکارا دل
یہ گستاخی بھلا رہ تو سہی او بے ادب آیا

ترے در سے نہ آیا پاس کوئی بیچ اون کے
اگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا

مین اپنی ذوق کے قربان کہ مستی مین محبت کی
بلایا کس نے اسکو یہ جب آیا بے طلب آیا

مری طالع مین ہے کیا کام اگر دون ستارے کا
چمک جاتا ہے کاوش آتش غم کے شرارے کا

اوتارا اتنے تو سہرتن سے اس شفاعت کی یاری کا
ارے احسان بانون سے مین تنکا اوتاریکا

ستارے دیکھکر موتی تمہارے گوشوارے کا
کہین ہمکو بلا یہ نور صدقہ اس ستارے کا

جبھی کہتے ہین بحر عشق اوسکو وہ کنارہ ہی نہین
ازل نام اس کنارے کا ابد نام اوس کنارے کا

ملے اکسیر گر اس کشت و خون ہے بہین یون سرخ
مرے ہی بہ سبب بہین خون ناحق کشتہ کرتا پارے کا

نہ پکڑین دامن لباس گرداب بلا مین ہم
کہ بہتر ڈوب کر مرنے سے ہے جینا سہارے کا

مری منزل مین ہے راہ سریع السیر مہوش
خواص اوسکا ہے گھر مین مستمون کی قطب تارے کا

سر راہ فنا مین ہون مہیا سفر لیکن
رہ بانگ اشک مژگان منتظر ہون اک اشارے کا

خریدار اوسکی رحمت جنس عصیان کا ہی گر ہے
جھلک کر بیچتا ہون نفع بر سود و اخسارے کا

ڈھلکتا ہے مثال دانۂ تسبیح کیون منکا
کہ جب ٹھہرا سفر دنیا سے کیا کام استخارے کا

تری خونی حنا کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ
تو مژگان کیطرح سے دیکھو دامن خون چکان ہوتا

لگاوٹ والا اوس قاتل کی وقت ذبح گاہ ہر
نہ خنجر ہو مری گردن پہ رک رک کر رواں ہوتا

نکلتا ضبط مین گریہ تو اے ذوق اک گھڑی بھر مین
کٹورے کیطرح گھڑیال کے غرق آسمان ہوتا

آنکھیں مری تلوون سے وہ مل جاے تو اچھا
ہے حسرت پابوس نکل جاے تو اچھا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جل جاے تو اچھا

بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جاے تو اچھا

ہو تجھسے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
لینے کو خبر اوسکے اجل جاے تو اچھا

کھینچے دل انسان کو نہ وہ زلف سیہ فام
اژدر کوئی انسان کو نگل جاے تو اچھا

اے گریہ نہ رکھ میرے تن خشک کو غرقاب
لکڑی کیطرح پانی مین گل جاے تو اچھا

تاثیر محبت عجب اک حب کا اثر ہے
لیکن یہ عمل یار پہ چل جاے تو اچھا

فرقت سے تری تار نفس سینے مین میرے
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جاے تو اچھا

ہان کچھ تو ہو حاصل ثمر نخل محبت
یہ سینہ پھپھولوں سے جو پھل جاے تو اچھا

دل گر کے نظر سے تری اوٹھنے کا نہین پھر
یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھل جاے تو اچھا

ق

وہ صبح کو آئے تو کرون باتون مین دوپہر
اور چاہون کہ دن تھوڑا سا ڈھل جاے تو اچھا

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
سبزۂ تربت مرا وقف غزالان ہی رہا

میں ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میرے عشق پیچان ہی رہا

پستۂ قندی ہے کام غیر میں وہ لعل لب
پر مری حق میں تو سنگ ریزہ دندان ہی رہا

بندھ سکا مجھ سے یہ مضمون اس دہان تنگ کا
ہاتھ اپنا فکر میں زیر زنخدان ہی رہا

جاہل منکر نہ آیا راہ پر مجھ سے کبھی
جہل سے وہ جہل اپنی نا مسلمان ہی رہا

پاؤن کب نکلے رکاب حلقۂ زنجیر سے
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا

کب لیا مستی میں چھپی ہیں روشن ضمیر
خانۂ فانوس میں بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شی ہے علم ہے کچھ اور شے
کتنا طوطی کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

جلوہ ای قاتل اگر تیرا نہیں حیرت فزا
دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا

حلقۂ گیسو میں بھی کس کے رخسار کی تاب
شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتون دل اور پیکان دونون سینہ میں رہے
آخرش دل بہ گیا خون ہوکے پیکان ہی رہا

سبکو دیکھا اس نے اور سکو نہ دیکھا جز نگاہ
وہ ہا آنکھوں میں اور آنکھوں سے پنہان ہی رہا

آگ بھڑکی دل میں جیسے تھیں اوس اب آنکھیں تری
ملک دل اپنا ہمیشہ کارستان ہی رہا

مجھ میں اس میں ربط گویا نسبت شبنم و گل
وہ رہا آغوش میں لیکن گریزان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈھتا ہے تو ذوق کیا اس زمین
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

۱۲

جہان مین عرصۂ عشرت سے سوا دہ چند ہی غم کا
اگر ہو عید کا اکدن تو عشرہ ہی محرم کا

تری عاشق کو یون خوشگوار آب دم خنجر
مسلمان کو لگے جسطرح شیرین آب زمزم کا

برنگ طوق قمری کوئی نکلے ہی نکالے سے
کمند گردن دل ہی جو حلقہ زلف پر خم کا

ترے رخسارہ کا پرتو پڑے گر عارض گل پر
کرے پیسا زمی خورشید پر قطرہ شبنم کا

سیے جاتے ہین کس سے زخم اوس تیغ ستم کے
کہ یان کھلتا ہے بخیہ سوزن عیسی و مریم کا

دلیران محبت کو خلش ہے اوسکی مژگان کے
پہن مردون لحد مین بھی ہے عالم چاہ رستم کا

خراش سینہ مین اک ہو گیا ہے ٹوٹ کر ناخن
غلط ہے جو سمجھتے ہین کہ یہ پھاہا ہے مرہم کا

اگر آتش مزاجون کو حسد ہو خاکساران پر
تعجب کیا کہ ابلیس ابن دشمن ہے آدم کا

خط اوسکا وصل کی دولت کا ہے پیغام آ قاصد
لگا قسمت سے نسخہ ہاتھ یہ اکسیر اعظم کا

شہید اے ذوق سینے مین ہوئی ہین جسم تین لاکھون
مری جو آہ ہے گویا وہ ہے اک نخل ماتم کا

گل اوس نگہ کو زخم رسیدون مین مل گیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا

کیا جانے تیغ عشق کی لذت کو بوالہوس
گو ہو ملے وہ حلق بریدون مین مل گیا

گر بعد فقر بھی سگ دنیا ہوا فقیر
کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین مل گیا

دکھلا کے کہکشان سے فلک چاک سینہ برا
اوس گل ہوش کے سینہ دریدون مین مل گیا

چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا

چین پیشانی اگر تیری شوخی تر زنجیر
نالہ دیوانہ تھا جو پابہ سلاسل ہوتا

کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
اتنا دق ہوتا کہ جینا اوسے مشکل ہوتا

ذبح ہونے کا مزا جانتا گر صید حرم
رکھکے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا

گر سیہ بختی ہی ہونا تھا نصیبوں میں مرے
زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا

آتا کیوں مصر میں کنعان سے نکلکر یوسف
جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا

صورت نکر دیا ناچار وگرنہ انسان
ہے وہ خود بین کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

آپ آئینۂ ہستی میں ہے تو اپنا حریف
ورنہ یاں کون تھا جو تیرا مقابل ہوتا

دل گرفتہ ہی اگر خاک چمن میں ہوتی
تو جہاں ہیں کھلتے ہوئے غنچہ وہاں دل ہوتا

سینۂ چرخ میں ہر اختر اگر ہو تو کیا
ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا

ہوئی گر عقدہ کشائی نہ یداللہ کے ہاتھ
ذوق حل کیونکہ مرا عقدۂ مشکل ہوتا

جو نہ رنگ نیج و ماتم کا بیاں نمود ہوتا
تو زمیں نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

کسی تجلش کو دیتا تو کچھ اوسکو سود ہوتا
دل سخت کاش کافر حجر الاسود ہوتا

تری بزم میں تو جلتا کہ تجھی بھی بو پہونچتی
جو یوں ہی تھا دل کو تو بلا سے عود ہوتا

ساتھ اونکے ہین ہم سایہ کی مانند ولیکن
دل لگتا مفت اور یہ پھر اوسپہ تقاضا
جاتی ہو زلفوں کی لٹک وقت بہار
آئی تو کہاں جای نہ جاجی سے کوئی جا ہے

اسیر بھی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا
کچھ قرض تو نہ دی یہ تمھارا نہین آتا
افسوس کچھ ایسا ہین لگا نہین آتا
جب تک نہین آتا اوسے غصہ نہین آتا

قسمت ہی سے ناچار ہون اے ذوق وگرنہ
سب فن مین ہون مین طاق مجھے کیا نہین آتا

ساتھ آہ کی دل بھی مع پیکان نکل آیا
شب ہم نے جو توبہ کا ساقی
عصمت بھی ہے کیا شئ کہ لاگ سیف کنعان
تھا کوچۂ قاتل مین شہادت کا دفینہ

تھا کام تو مشکل مگر آسان نکل آیا
مغرب سے سحر مہر درخشان نکل آیا
دریای مقفل سے عزیزان نکل آیا
کھودا جو کنوان گنج شہیدان نکل آیا

مطلع

ہر ایک سے قول آشنائی کا چھوٹا
نہ منھ ڈال خار آبلے مین کہ ہوگا
مجھے نعمت خلد سے بھی ہی بہتر
رسائی ہوئی جبکہ دامن تک اوسکی

وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا
یہ ساغر ہے کھربائی کا جھوٹا
ترے در پہ ٹکڑا گدائی کا جھوٹا
ہوا ہاتھ اپنی رسائی کا جھوٹا

مطلع [illegible]

مطلع [illegible]

مطلع [illegible]

مطلع [illegible]

ناتمام [illegible]

مقطع [illegible]

مطلع [illegible]

مطلع [illegible]

مطلع [illegible]

مطلع [illegible]

	مطلع	
جنت ہے زندگی میں زمانہ شباب کا		پیری ہے پہلے مرگ سی ہو نا عذاب
	ناتمام	
ہم برہنہ پا جنوں اور گرم پتھر زیر پا نخل گل منہدی نہ ہو نقصت ہمیں آکا		وہ پھرے سایہ بھی بیٹھے ہی دیکر زیر تو بکھرا ہو لٹکے میرا کاسہ سر زیر پا
	فرد	
زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں		کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا
	ناتمام	
کیا کہیں اوس سے جو ہے زیادہ جانتا کیا تکبر بولتا یہ سیدہ محکوم القضا		وہ ارادہ سے ہمارا بھی ارادہ جانتا گر ٹہل اپنا قاصد کا پیادہ جانتا
	مطلع	
طرہ پیکان کا ہو ٹکڑا کہ سری کا ٹکڑا		ٹکڑا ہے چاند کا کہ کہ سری کا ٹکڑا
	ناتمام	
یا تنگ عہد زمانہ ہے مرد دلیر کا جسکے سبب لڑائی ہو وہ آدمی پہنیں		مجلسیں ہیں پیشکار کی بھی شیر کا کا نشا ہو گھر میں ساہی کا یا گل کنیز کا

ردیف بای موحدہ

پی بھی جا ذوق نہ کر پیش و پس جام شراب — لب پہ توبہ ہو ترے دل میں ہوس جام شراب

لب تک اوسکے جو ہوئی دسترس جام شراب — بنگیا خال لب اوسکا مگس جام شراب

جھمکا مستی مین وہ صاحب ہوس جام شراب — عکس خال اپنا جو سمجھا مگس جام شراب

بازگشت اپنی ہو یون جانب قسام ازل — جیسے ساقی کی طرف بازپس جام شراب

دست بدست سے کی ٹوٹ کے فریاد بہت — نہ ہوا کوئی بھی فریادرس جام شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ ہین کہ نہین — بے شکست ایک صدا ہی جرس جام شراب

محتسب شعلہ آواز سے جل جاؤن گا — گرچہ ٹوٹا ول آتش نفس جام شراب

رات میخانہ مین ساقی جو نشے مین بہکا — خس شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کی ہو مژگان مین اسیر — تا وہ مضمون ہے جو باندھون قفس جام شراب

دل شکستہ ہون وہ مین ٹوٹ کے ہون گر جسے — نام لکھے ہے جو کوئی میرا لب جام شراب

ساقی اس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہے — رات پھر گشت کرے ہے عسس جام شراب

تو نشہ اوسے بھی بہتر ہے دم رنج خمار — سا تھیا شربت فریادرس جام شراب

بے خبر قافلہ عیش گذر جاتا ہے — بے زبان ہی جو زبان جرس جام شراب

البتہ چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا — ورنہ اپنا سا نہ تھا فرس جام شراب

دل سلگ جائے جبتک او بھڑک جاے نہ جان
کم ہنو قلیان کش سوز محبت کی طلب

واسطے نظارۂ قاتل کو فرصت چاہیے
اور یہان فرصت کہان جو کیجے فرصت کی طلب

ہو مبارک خضر کو سرچشمۂ آب بقا
ہی ہمین تجھکو اگر ہی اپنی شہرت کی طلب

وورره اور ویرت وساتمش ہلال
شہر مین تجھکو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب

بڑھ گئی ہی عشق مین حرص اس قدر اپنی کہ ہے
غم پہ غم کی آرزو حسرت پہ حسرت کی طلب

ہو کو دل غمزہ کا بسمل ناز پرتیا ہی دم
کرتا ہی آفت طلب آفت پہ آفت کی طلب

جو حلاوت زندگی کی چاہتا ہی جینے سے
کاسۂ زہراب سے کرتا ہی شربت کی طلب

بطن ماں وہی سے جب پیدا ہوا آنکھیں بند
یان کہان راحت کر تو کرتا ہی راحت کی طلب

گر گلستان جہان مین تنگ ہی تو غنچہ دار
کر کشادہ دل سے اپنے ذوق وسعت کی طلب

گری ہے شرع کا پاس ایک حرام شراب
حرام ہے یہین لیکن ایک حرام شراب

ہے ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید
شروع دیکھیے کیجے سے صیام شراب

عوض ہے نشۂ دنیا کا ذوق عقبی پہ
دوام بکتی ہے اس میکدہ مین وام شراب

اوس بت نامہربان کو ہو پسند اپنا رقیب
ورد ہماری آہی مین بھی ہے تو یا رقیب

سینہ سپر جو تھے پئے تیغ نگاہ کے — دکھلاتے وہ کبھی ہیں آئینہ وار پشت
ڈر ہے یہی کہ پھیا نہو بعد مرگ بھی — لگنے نہ دے زمین سے دل بیقرار پشت

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق
اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

ردیف جیم تازی

بیمار عشق کا جو نہ تجھسے ہوا علاج — کہہ لے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

ردیف جیم فارسی

وہ شل ہو نا یہ کتنے ڈبوئی خضر نے — الٹا خط فرقہ دل کو ہے گرداب کھینچ

ردیف حاء حطی

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زبان صبح — ہوگی اذان گور ہماری اذان صبح
پڑ جو ہی تراغ سیمیں بسان صبح — آنکھیں ہیں تیری مست صبوحی کشان صبح
اے میکدے میں شام کرنا تو سیکھو — مسجد میں مدتوں تو تسبیح خوان صبح
ریش سفید شیخ میں ہے ظلمت فریب — اس کر چاندنی پہ نکر نا گمان صبح

ایضاً

ٹھہری ہے جو اونکی آنکھ یاں کا ہی جا اصلاح — اے جان لب مرد اب تیری کیا اصلاح

رہتی ہے کشش میں پس از مرگ پر جفا | آخر کو زیرِ آرہ کٹی گرگدن کی شاخ

اشعارِ مجموع

کہتی تھی چوبِ بستہ مری طرح ایکدن | سو کھی کی نخل آرزوئے کوہکن کی شاخ
بیمار چشم دلبر آہو نگاہ کو | شاخیں بھی گر اٹھائیں تو لیکر ہرن کی شاخ
ہر صید کی کمر سے گئی ٹوٹ جس گھڑی | ٹوٹی کمان دلبر ناوک فگن کی شاخ
مسواک نے بڑھایا ہے زاہد کا اعتبار | ہے یہ بھی اسکی ایک شجر مکر و فن کی شاخ
تاثیر بیکسی سے ہو بہار اور حسرت خشک | ڈالے جو سایہ نقش پے اس نے کفن کی شاخ
شاخِ نبات کو نہ قلیان منہ لگائے | ایسی مصاحبت سے لگی اوس دہن کی شاخ

اشعارِ قصیدہ

گلگونِ تیز رو بڑھ نسکے اک قدم صبا | مارے جو تازیانہ بنالِ چمن کی شاخ
کر دے جو تو بنال تو لائے ابھی نکال | پروین کا خوشہ تا کِ سپہر کہن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد | سینے میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد
کیا روکا اپنے گریہ کو ہنسے کہ لگ گئی | پھر وہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد
کوئی گھڑی اگر وہ ملائم ہوئے تو کیا | کہ بیٹھیں گے پھر ایک گھڑی دو گھڑی کے بعد

ردیف دال معجمہ

دیوان ذوق

۲۰

سینہ صاف تو نکو ناز کو ہو باعث شکست
ہو صفائی سے نہ وار شکن کا کاغذ

ورق صبح ہو گو نسخۂ اشعار سیاہ
سرمۂ چشم سے سیم بدن کا کاغذ

یون اسیران قفس تک کوئی پہونچا نہ سکے
جیسے غربت مین شفیقان وطن کا کاغذ

ظاہر آئینہ کتابی ہو بنی ہو جو رو زنخ سے
کرتہ آتش مین لباس تن پہ بدن کا کاغذ

جعلسازی پہ نولے کی گواہی دی ہے
مہری و سادہ سے حیرت گلشن کا کاغذ

مہرہ کرتا ہی نامی یہ مجھے کاہی تک
باہی یون مجھ پہ ہے لعاب اوسکے دہن کا کاغذ

ذوق دل سوختہ دیوان سے لکھے اپنا کیا خاک
متصل ہین گرمی سخن کا کاغذ

ردیف رای مہملہ

نگہ چین و بلند بیٹھا وہ جن کی تنگی سے چنا نگہ ہو کر
نکلا آیا ہو راہ آنکھ کو دلین بیٹھا چند نگ ہو کر

بچھڑا یا وہ نگاہ خونی ادہر کو سرگرم نہانگ کر
کہ جیسے با آتش نیغ ہو گئے سرہزار وہ منہ پہ بیگانہ ہو کر

وہ چشم مخمور کیا نظر سے چھپکا کیون خون بہ نشتر سے
تو ہو رواں ہر رگ جگر سے لہو بھی لالہ رنگ ہو کر

جو رنگ لفت شناسا ہین وہ گرکے بیچ میں جو سنا ہین
کہ رنگ ہی سے گذرتا ہین عشق یاقوت سنگ ہو کر

جو سمجھین حسن بتان ایمان نہ کیونکر کفر و دین سکھائے
پہونچے کعبہ مین مسلمان ہمیشہ چین فرنگ ہو کر

کہین فلک پہ چڑھ جا کے چاند جھومر کا — کہ دور آپکو کھینچے ہے تیرے سر چڑھکر
ترا مکان تو کیا لامکان مین کو وہ ہین — امید وصل مین ہم بام عرش پر چڑھکر
جو مارے نفس کو اور کرے اپنی غصہ کو زیر — سپاہ سے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھکر

ہماری خاک پہ برپا ہے ذوق فتنۂ حشر
سمند ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھکر

جان ہوا یون ہوئی اوس خاک کا بوسہ لیکر — جیسے اوڑ جائے وہ من مین کوئی گنگا لیکر
تیر اپنا نہ سنبھلا جو سنبھالا لے کر — چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو مسیحا لیکر
شرط ہمت نہین مجرم ہو گرفتار خدا — تو نے کیا چھوڑا اگر چھوڑے گا بدلا لیکر
ذبح کرنے کو مرے پہ چھٹتے ہو کیا تکبیر — کم چھری پھیری بھی وہ نام خدا لیکر
کھینچی روز قیامت سے بھی ہے آپکو دور — تیری زلفونکی بلا مین شب یلدا لیکر
مجھسا مشتاق جمال ایک نہ پاؤ گے کہین — گرچہ ڈھونڈھو گے چراغ رخ زیبا لیکر
جب یہ دیکھا نہ ملا مجھ مین کہین میرا پتا — پھر گیا نامہ بر یار خط اولٹا لیکر
رہگیا اپنا سا منہ لیکے وہ ای آئینہ رو — تیری تصویر کو یوسف نے جو دیکھا لیکر

وان سے یان آئے تھے ای ذوق تو کیا لائے تھے
یان سے تو جائینگے ہم لاکھ تمنا لے کر

مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا
رہ گیا بس منشی قدرت جگہ وان چھوڑ کر

سایہ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی مین اے سرو خرامان چھوڑ کر

ہو گیا طفلی ہی سے دلمین ترازو تیر عشق
بھاگین ہین مکتب سے ہم اوراق میزان چھوڑ کر

اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر

شوق ہے اوسکو بھی طرز نالہ عشاق سے
ورد سے دم چھوڑ دے منہ سے دود قلیان چھوڑ کر

دل تو لگتی ہی نہ لگے گا حوریان جنان سے
باغ ہستی سے چلا ہون تا پریان چھوڑ کر

گھر سے بھی واقف نہین آنکھ جسکو واسطے
بیٹھے ہین گھر بار سب ہم خانہ ویران چھوڑ کر

وصل مین گر ہو مجھکو روبت ماہ رجب
رو ہی جانان کہ دیکھون مین تو قران چھوڑ کر

ان دنون گرچہ دکن مین ہے بڑی قدر سخن
کون جائے ذوق پر دلی کی گلیان چھوڑ کر

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈھے وحشت گمشدگی پیچ کہین
عنقا مری سراغ سے دور اور شکستہ پر

اوس مرغ ناتوان پہ ہے حسرت جو رہ گیا
مرغان کو ہ وراغ سے دور اور شکستہ پر

ساقی بت شراب ہو تجھ بن پڑی ہوئی
خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر

خود اوڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر
اوس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر

مطلع

ناتمام

مطلع

مطلع

مطلع

مطلع

چمن سے بعد ہمین جیسے سینہ قاف قفس
قفس ہمین بند ہین ہم شکل قاف ہی قفس

ردیف صاد مہملہ

سب بندے سب ہین یہی پر تہیں سلام ہین خاص
کہ جہان عام ہی ہوتا ہے وہان عام ہین خاص

ساغر دل کی تو واقف نہین کیفیت سے
دیکھ عکس رخ ساقی ہی اسی جام ہین خاص

خضر و الیاس ہین کہ ہے جسے حیات بخش
ہی یہی خاصیت اوسکی لب دشنام ہین خاص

شیخ صاحب کہ ہین نزد یک شہ خاصان خدا
خدمتی اونکی ہین جو زمرۂ خدام ہین خاص

کام و ناکام ہی عاشق کا نہ ہو نا کامی
کر دیا تو نے لگا اوسکو اسی کام ہین خاص

عشق جو ش ہی جبتک کہ جوانی کی ہین دن
بے عرض کرتا ہے شدت تا ہمینا یام ہین خاص

ذوق اسمار الٰہی ہین سب اسم اعظم
اوسکے ہر نام ہین عزت ہے نہ اک نام ہین خاص

ردیف ضاد معجمہ

پر کتر نیکو جو صیاد نے چاہی مقراض
ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

تجر و بر ہین نہین کسکو ہوس قطع و برید
ناخن شیر ہی خنجر ہے وہم ماہی مقراض

گل کترتی ہین ہزاروں تری انکھین کافر
ہی عجب طرح کی اک تیز نگاہی مقراض

ردیف عین مہملہ

مطلع

ردیف قاف

ردیف کاف تازی

دیوان ذوق

مطلع

مطلع

صفحۂ دہر پہ یکدل نہوا ایک سے ایک | دل کے دو حرف ہیں سو وہ بھی جدا ایک سے ایک

ردیف لام

کھپنے نہ حلقۂ گیسوئے تابدار میں دل | بلا سے گر ہو نوالۂ دہانِ مار میں دل

بغل میں جب ہے مرا دل بغل کا دشمن ہے | نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار میں دل

نکل بجائے دمِ اضطراب سینے سے | برنگ شعلہ کہیں آہ شعلہ بار میں دل

ہمیشہ روزنِ سینہ سے کیوں ہے چشم براہ | اگر نہیں کسی مہوش کی انتظار میں دل

تراشگار بھی ہے وہ بلا کہ جائے گھر | پروئے زلفِ مسلسل کے تار تار میں دل

اوڑیگا غل شرر نکرٹی ہو کے سنگ مزار | رہا اگر یہ ہیں گرمِ تپش مزار میں دل

برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر | نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار میں دل

فلک کے رنگ سے ظاہر ہی ماتمی آثار | خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگون حصار میں دل

برنگ بیضۂ نو رہ تو نور ہو دل او سے | ہزاروں پیس ہمارا اکس قطار میں دل

ہزار دشمنِ جاں ہے اک دوست بڑا | جو پوچھو کون ہے سو میں کہوں ہزار میں دل

نہ ہوتیں خلد میں حوریں تو ہوتا خلد میں کون | لگی ہے صحبتِ خوبانِ گلعذار میں دل

ہیچ ہم زار ہے یا میرے پیرہن میں دل | گرہ ہے تار میں یا میری جسمِ زار میں دل

[illegible]

پیکان تو دل ہی میں رہے سوفار ہے باہر | اوس تیر سے ہو دل میں ورق غنچہ برون گل

ردیف میم

پابند جون نشان ہیں پیشانیو نمین ہم
یا رب ہیں کسکی زلف کی زندانیو نمین ہم

ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ ہین
لکھتے الف خطوط کی پیشانیو نمین ہم

زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کی طرح
جوش جنون سے رہتے ہین جولانیو نمین ہم

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کبھی پناہ
غربا حرم مین بھی ہین تو قربانیو نمین ہم

دوزخ بھی جاوے نعرۂ دل مین مرے بھول
لاوین جو آہ کو شرر افشانیو نمین ہم

پا کو ہیں گو فشردہ ہو زندان کو تو یہ
پھرتے ہین جنون کے سلسلہ جنبانیو نمین ہم

تم بھی ہین جگر پہ ہر استعداد رہے
سرگرم سوز عشق کے مہمانیو نمین ہم

مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا
جون خط سر نوشتہ ہین پیشانیو نمین ہم

ہین آئینہ مین صورت تصویر آئینہ
آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی جدا
رکھتے ہین تری شبیہ جو کنعانیو نمین ہم

کیا جانین ہم زمانے کو حادث ہوا کہ قدیم
کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہین فانیو نمین ہم

کیون جی گئے ہجر مین ہو کے شرمندہ یار سے
اب مر رہے ہین اوسکے پشیمانیو نمین ہم

ہم تو سنتے تھے سدا کل حصوص یار سرد
ذوق ہوتا ہے وہ کیوں ہو گرمش اب و گرم

ردیف نون

بے یار روز عید شب غم سے کم نہیں
جام شراب دیدہ پر نم سے کم نہیں

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہیں

اوس لب کا لطف فتنہ اکسیر مسیح دم
کچھ دست شانہ پنجہ مریم سے کم نہیں

زیبا ہے روئے زرد پہ کیا اشک لالہ گوں
اپنی خزاں بہار کے موسم سے کم نہیں

سرعت سے نبض کی رگ سنگ مزار میں
دل کی تپش کچھ اب بھی شب غم سے کم نہیں

ہوتی جمع زر سے پریشانی آخرش
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہیں

ساقی ملے ہزار فلاطوں ہیں جہاں میں
جو خم ہی تہ نشیں ہو وہ جم سے کم نہیں

اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہیں

شیوا ہے سر شک سے دھوتا ہے زخم دل
تیر اب اسیر وحش ہیں سے مرہم سے کم نہیں

ہاتھوں سے تیری پارہ الماس زخم دل
مجھکو تو جلوہ گل و شبنم سے کم نہیں

اے ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھئے
سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں

بریں خاک لوٹتے ہو گر خرقہ فقیر
وہ ایک دم کہ جسمیں میسر ہو وصل یار
چھٹتے ہیں یاں مزے پہ روش نشۂ شراب
ہرچند ناتوان ہیں مگر رکھتے دل قوی
جان لباسیون کی نہ ظاہر لباس پر
محفوظ ہیں جو رکھتے وزن و وقر پر

سمجھو کہ کرتے رفتن کی کوشش سے ہیں
بہتر سمجھتے ہم اوسے عمر ابد سے ہیں
ہرجا قدر مزہ ہیں جو بڑھ جاتے حد سے ہیں
ہم عشق کی کلک سے عزت کے مدد سے ہیں
عاری عبا سے ہوش و قبای خرد سے ہیں
ابجد کا قفل قاعدہ اب و جد سے ہیں

دل کے ورق پہ ثبت ہیں صد مہر داغ عشق
ہم رکھتے ذوق عشق کا دعوی سند سے ہیں

یاں آنکھوں سے اونکی مدام لیتے ہیں
ترے خرام کے پیرو ہیں جتنے ہیں فتنے
شب وصال کے روز فراق میں کیا کیا
تری اسیر جو صیاد کرتے ہیں فریاد
جھکائے ہے سر تسلیم ماہ نو پر وہ
ترے قتیل بتاتے نہیں تجھے قتال
ہم اونکو نذر کو قابل نہیں ہیں فی شہر رکھا

ہم ہاتھوں نگاہ مژگان سے کام لیتے ہیں
قدم صبا آنکے وقت خرام لیتے ہیں
رقیب مجھسے مری انتقام لیتے ہیں
تو پھر وہ دام نہیں زیر دام لیتے ہیں
غرور حسن سے کسکا سلام لیتے ہیں
عجب وہ مجھسے پوچھا اجل ہی کا نام لیتے ہیں
جو عشق میں دل مضطر کو تھام لیتے ہیں

غزل

۲۹

چشمۂ آئینہ میں کب [illegible]	اس طرح جا [illegible] میں چھپایا [illegible] سینہ میں
پھرتا ہے سیل جو اوشک [illegible]	تیر سید جا تیر [illegible] وقت رفتن کی سینہ میں
صحبت صافی [illegible]	زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن سینہ میں
اسپ [illegible] فرصت [illegible]	گو کہ میں [illegible] بگردن سینہ میں
طاس فلیان میں [illegible] کو	ڈوب [illegible] سینہ میں
دیکھنا آئی [illegible] وقت [illegible]	تیج آئی میں [illegible] روشن سینہ میں
میں [illegible]	گر پڑے گو ذرہ میری خاک [illegible] سینہ میں
یوں رہا زندگی [illegible]	جیسے مستقی کا دم ہوتا [illegible] سینہ میں
ستائے سرو [illegible] مجھے	اژدہا [illegible] گلشن سینہ میں
[illegible]	[illegible] سینہ میں
[illegible]	ہو گیا خط لکھتے لکھتے مشتق [illegible] سینہ میں

غزل

اس گلستان میں [illegible] گل عشرت نہیں	سیر کے قابل ہے یہ سیر کی فرصت نہیں
علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہیں	وہ فلاطون ہے تو اپنی قابل صحبت نہیں

سنتے ہیں اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم — کس مزے سے عتاب کی باتیں

دیکھیو دل نہ چھیڑ زلف — کرتے ہیں پیچ و تاب کی باتیں

ذکر کیا جوش عشق میں اے ذوق
ہم سے ہوں صبر و تاب کی باتیں

ہو گئی ہیں اے نگہ جو بہر کو توڑ دوں — آئینہ خیال مکدر کو توڑ دوں

ہیں کاٹ دوں سایہ کو خنجر کو توڑ دوں — پر کیونکہ غیرت سبب کافر کو توڑ دوں

کیا دور جام ہو جو کبھی سر پہ دور چرخ — گر جا کے پیرے تو ہیں ساغر کو توڑ دوں

راہ جنوں میں چلیں اوٹھا دوں میں قدم ہم — پا کو شکیب و ہمت سپہر کو توڑ دوں

کیا دشمنی ہے اہل کرم سے کوئی ہو چرخ — یاں تا سبھکا دوں شاخ ثمر کو توڑ دوں

ساقی لڑائیوں سے تری چاہتا ہوں جی — باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دوں

احسان ناخدا کے اوٹھاوں مری بلا — کشتی خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں

ہر صبح مجھ عشق کہ ہے بلبلا طلب ذرہ — کہتی ہے دشت و پا ہو سنا در کو توڑ دوں

نازک کلامیاں مری توڑیں عدو کا دل — میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

پھر اوس مزہ کو یاد کرے تو ل توڑ ذوق
نشتر چبھو کے میں سر نشتر کو توڑ دوں

ناتمام

ناتمام

غم نامہ اپنا صفحۂ محشر سے کم نہیں
ہے شور الغیاث صریر قلم نہیں

گو اضطراب نہ لکھ کے بیان کر سکے ہم نہیں
پر جو نگاہ ہے رگ بسمل سے کم نہیں

ہے [illegible] سے جدا من کا ایک
گر پیش پا بھی پڑے تو بجز درہم نہیں

[illegible] سر [illegible]
گیسو کو [illegible] میں بھی پیچ و خم نہیں

منصور [illegible] کے [illegible]
اور مجھ میں مثل بازئ شطرنج دم نہیں

سر بازئ عشق کے لیے دار الامان کہاں
محفوظ قطع سے سر شمع حرم نہیں

غزل

گذرتی عمر ہی میں دور آسمانی میں
کہ جیسے جا ہو کوئی کشتیِ روانی میں

ذکا تو خوب نہیں طبع کی روانی میں
کہ جو [illegible] کی آتی ہو [illegible] پانی میں

وفور اشک سے اگر [illegible] ہوا اپنا
[illegible] گل شگوفہ ہو پانی میں

کہانیاں ہیں [illegible] خضر اب [illegible]
رقیب کا ذکر ہے کیا اس جہان فانی میں

نہیں [illegible] ہیں [illegible]
سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی میں

وہ سید [illegible] اور [illegible]
[illegible] بدگمانی میں

[illegible] دیکھیں [illegible] یار
کہ جوہر [illegible] کہاں تیغ اصفہانی میں

[illegible]

ناتمام

اشعار [illegible] ناتمام

ناتمام

ناتمام

خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
بان لب پہ لا کے لاکھ سخن اضطراب مین

کیا جانے کیا لکھا تھا اوسے اضطراب مین
واں ایک خامشی تیرے سب کے جواب مین

ہے بادہ نوشی رگ گل مین جو اوفتاد جوش مین
کی تو نہیں دو وقت نے ناصح شباب مین

ناتمام

اپنی دل لیلی صحرا پرستی قاتل کے ندون
چاہتا ہوں کہون دلکے کہ نہیں ہو سکتا

چاہتا ہوں دل کی رگ رگ مین تن کو بندون
کہتے ہیں کہ دل کو تشنہ لبی کا سودا وہ قتل کو نہ

ناتمام

لگے ہیں تیر جو ناوک کے مژگان دل مین
گھڑی گھڑی کر رہا ہے ہجران دل مین

اٹھی شور تن بھی سینہ مین پیکان دل مین
ہنسی ہنسی مین کیا ہو مہمان دل مین

ناتمام

ناتمام

ناتمام

ناتمام

ناتمام

۳۲

ناتمام

ناتمام

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

	مطلع	
ونیا و وسعت کی ملتا نہین ہی نگین		کہ جین کچھ سیف بان مین نہی نگین
	مطلع	
هر ونا نوسر پیچ مین خوبی ایکان تا نہین		صد الطوطی کی سنتا کون ہی نقار خانے مین
	مطلع	
سینہ و ول ہی مسرت زخم جگر ہی سینہ نہین		ہنستے رہو چار گرد ہستے ہی گھر سینہ مین
	مطلع	
صدقی ہو کہ پیکش قاتل سے ہر دو نون ہاتھ مین		ہر پیہ پیا مشرب سے غافل ہر دو نون ہاتھ مین
	مطلع	
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنکھون مین		بیوفا پوچھے ہی کیا وہ ہے جو بجھا نہین
	شعر	
مین ہون جگر خون کم سا ما شاید بن ہی		گر خون بھی نکا رون شفق رنگ ہو ون
	شعر	
کہتی ہے ہاہی برباں کہ وبیران قضا		داغ دیتے ہین او سے جسکو در ہم و ہاتھ مین
	مطلع	

قطعہ

[illegible]

دیوان فوق ۳۴

[illegible]

ردیف واو

[illegible]

دیوان ذوق ۳۴

تنگی دل کو ہو کیونکر اوس کی زلف کے ساتھ
کیا سبب کچھ نہیں کھلتا ہے یہ سودا ہم کو

ہم وہ مجنون ہیں کہ گر رم آہو کی طرح
سوجھا گر ہے دوری سے دکھے صحرا ہم کو

کس لیے تدبیر رستی ہو ہماری جن لعنت
ترے گیسون نے بنایا ہے سراپا ہم کو

جا بجا نام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا
خاک گم ہو گیا ڈھونڈھے ہے عنقا ہم کو

اور ادہر دو کہاں آشنوائی حسرت دل
ور داب تمکو ہمارا ہو تماشا ہم کو

پھینکا کر شیشہ دل ہاتھ سے کیسا ہو دوست
کیا بنایا تھا ہتھیلی کا پھپھولا ہم کو

اشک کفر ہو طاعت سے کبھی آنکھی پیدا
نقش سجدے کا ہے پیشانی پہ ٹیکا ہم کو

نخل خرما کی طرح باغ محبت میں ملا
کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہم کو

ایکدم تنگ وہ آتے تھے بغل میں چپ
غم دوری سے کیا تنگ ہے کیا کیا ہم کو

تن سے کیا جان گئی جان نہیں نکلنے پاوے
ہو بستر سے ترے آنے کا بھروسا ہم کو

آن پہنچی سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہم کو

ہو سکے لاغری و ضعف کہاں مانع شوق
تری جانب پر پرواز ہیں اعضا ہم کو

ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی آورشتے
پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہم کو

رشک تھا اپنی خط میں اوس نے خط کے
خط لکھا غیر کو اور بھول سے بھیجا ہم کو

ہر قدم پانو میں سر رکھتی ہیں خار سر دشت
اے جنون تونے تو کانٹوں میں گھسیٹا ہم کو

ہے وہی جنبش لبہای جراحت پس قتل
کس لب تیغ کی دہن سے کاٹ ہے لپکا ہمکو

ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید
سایہ تک بہاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو

خال سر کا ہین چاہیے زیبائش کو
اختر سوختہ ہے اپنا ہی زیبا ہم کو

یہ تو یون مضطرب اور سینے مین لاکہون روزن
دل کا رہنا نظر آتا نہین اصلا ہم کو

ٹپکا مژگان سے لہو ہو کے جگر آخر کو
ایک مدت سے اسی پلکے کا ڈورا ہم کو

خط توام سی لکہو گور پہ تاریخ وفات
کہ رہے وصل کی تا مرگ تمنا ہم کو

کیون غلطیدہ تہا خاک پہ سر کو پہ تیری
خواب شب بستر مخمل پہ آیا ہم کو

جسکی آواز سے ہون رنجہ سوہان گلی
وہ محبت نے دیا سلسلہ پایا ہم کو

اک حلاوت ہے عداوت مین بھی اس ظالم
کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہم کو

دیکھا آخر کو نہ پہوڑے کی طرح پہوٹ بہے
ہم بھرے بیٹھے ہی تھے کیون آنے چھیڑا ہمکو

ٹپکے ہی جاے عرق ہر بن مو سے یکسان
یہ ہدف کس نے کیا تیر جفا کا ہم کو

ہمسفر ہو نہ سکا کوئی بھی اپنا لیکن
حیا و سہو بچاتے گیا تا لب دریا ہم کو

ہم وہ ہین رند کہ اس عالم پیری مین بھی
آتش مینا نے سے جون شیشہ بنایا ہمکو

سنگدل تین صدا کے سینہ بھی جاری ہین
ہو سوم ہین ترے آتش جو دہڑکا ہم کو

تو ہنسی سے یہ نہ کہہ [illegible] ہین ہم [illegible]
بار ہی [illegible] اٹے گا بس رشک ہمارا ہم کو

۳۵

قطعہ

جو سوتی بخت کو باعث نحوست کا جگا کے پہر	دروازہ دیگر کا اوس سنگ دنیا سے بجھیر تو
مرجائیگا جو تیر اگرفتار دم زلف	زنجیر اوسکی جال کا پانیگا پھیر تو
تیر نگہ سے دہر سنین منزل فراغ	غافل نہ پاؤن حرص کے پھیلا سو گھیر تو

آوارگی سے کوئے محبت کے ہاتھ اُٹھا
اے **ذوق** یہ اوٹھا نہ سکے گا کھکھیر تو

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو	عقل ہی سے ہمارا مشغل محبت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکہ یہ خراب آباد دل	عشق غارتگر اگر بنیاد عمارت ہو تو ہو
گوچہ ہیں شور قیامت جسکو وہ اوچشم یار	پیر ہو سیہ قدون کی صفیر خدا سے نسبت ہو تو ہو
گر پڑے ہے آگ میں پروانہ سا گرم ضعیف	آدمی سے کیا نہ ہو لیکن محبت ہو تو ہو
انتظار یار میں چشم ہو جاوے سفید	ہو بیکار وسیع ہی ان ہو داغ حسرت ہو تو ہو
آدمیت سے ہی بالا آدمی کا مرتبہ	پست ہمت یہ نہ ہو اور پست قامت ہو تو ہو
اب زبان بھی سخن آتا کبھی الفت کا نام	اگلے لکھتوں میں کچھ رسم کتابت ہو تو ہو

آج اک پگڑی ہی ہوتی بھی سیکڑوں سے نہیں رہتی
ذوق یہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

تمنا نہیں ہے کہ امداد دل کو تیشہ کا صلہ ہو کہ ہر دو قلق ہو

یہی حق ہے قاتل اگر حق کو لائے یہ بسمل ترے پاؤن پر جان بحق ہو

اے فاقل جلوہ پردہ سے اک شعلہ دل جو سرکش ہو
تو روشن جلوہ بے پردہ سے اپنے دیکھ تنور آتش ہو

ہو تیرا سینہ رشک صبح ہجران مجھ سے بعشق ہو ...
وہ کھینچون آہ کہ ہو ہر نہی پنہان زیر دود آتش ہو

ابر پر شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کا مزہ کو
تا زاہد پاک لوث ہو تا صوفی دلکش سے کش ہو

تم وہ وہ زلف دل پہ پیرے کرتے ہو دکھلانے کو
پر پیچ و تاب ناز سے اپنے دل میں کرتے مشق ہو

دل نخل میں قد کے جون نہ کر یا چھپ کر چشم کا فرسے
اب اثر جنبش ابرو سے کیونکر نہ پر پیچ تا کشش ہو

لب یا سر افراز ناقوس جرس یا خندہ قلقل نالہ سے
دل کھینچنے میں ان کو جو ہر ایک ادا سے دلکش ہو

میں تیرے آگے آرائش دشمن جان ہو عاشق کی
محراب طاق کا ان بنا سے دستہ نرگس ترکش ہو

انشد نکدان ... | تاہر لب خم حسرت ... کی رات بکش ہو

ناتمام

۳۷

ناتمام

ناتمام

ناتمام

ناتمام

سینے خونچکان رفوئی پہ تو صرف مژگان	یہ سمجھو تم اسے دیوار قہقہا سمجھو

ناتمام

اثر ہے وہ مری وحشت کا پتھر حس سے مثل لعل	نگین پہ نام اگر کندہ کر ے تو ہو
ترا مجنون تفتہ وحشت میں آتش پا مگر ہو	صبا اوسے زیر پا گر خار مژگان سمند ہو
بجائے حق نعالے اون پہ بند پنشہ جاہ	کہ خون سیدکا جیسے پیر جم کو خون کبوتر ہو
سیاہی مشق پر موقوف ہو گر ہم اسیروں کی	روانی تیغ کی پا بستہ زنجیر جوہر ہو
ڈوبو دین گر سبکدوش آشنا کو اپنی صحبت	تو آہن ساتھ کیون لنگر کیے دریا مین شنا ور ہو

ناتمام

کوسون کیا تنگی زمانے کو	کہ نہین جا حباب کے سر اوٹھانے کو
مقصد کعبے کا تھا پھرے او لٹے	چوم کر اوسکے آستانے کو
تو مکدر ہنو تو عشق مین ہے	ایک آندھی مین خاک اوڑانے کو

ناتمام

مہیا کا بلا نوبی اہوا اس بیمار کو تن کو	عجب کیا ہے جو ہے طوق گردن چشم سوزن کو
زیادہ ہو گئی پیری مین فربہ نفس امارہ	یہ بالونکی سفیدی پھر اوس مار رنہمرن کو
کمند نام و شہرت کھینچ لاتی ہو عدم سے بھی	لپیٹ کر مثل طوق فاختہ عنقا کی گردن کو

مطلع

مطلع

مطلع

مطلع

مطلع

۳۹

اشکباری مری مژگانکی ذرا دیکھیں تو	کتنے پانی میں ہیں فوارے بھلا دیکھیں تو
مطلع	
جو تماشا ہی نمک تم مرے زخموں میں چھپاؤ	پیکان ہے جو تھاؤ گے نہ ہاتھوں سے گراؤ
مطلع	
زرے بیمار کو گر اپنے جلانے کی تمنا ہو	فلک پر سینکڑے ہنستے ہنستے شادی کی گلیاں ہو
مطلع	
چونسا صندلی کرو کی صف شہ دو تا اونکو	گر رشتہ عود کو زعرق تو جلا ئے اونکو
مطلع	
جو کرشنا فوج کی تو مجنون ایل جدا نکو	کیا وہ تا صبا کھینچ لئے شاخ بید مجنون کو
مطلع	
عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو	و لب پہ آئی ہنسی و دیکھو مسکراتے ہو

ردیف ہای ہوز

مرشد پاین تپیا ستم اور زیادہ	تر لطف میں کرنا ستم اور زیادہ
ویزی کیونکہ ہو داغ الم اور زیادہ	مبتہ میں اٹھی دل کو رم اور زیادہ
ساتھ اپنے ہے اپنا فوج الم اور زیادہ	گر تیری پسند آہ علم اور زیادہ

ہے رونے میں لوہو اب اگر گریہ میں اے چشم	بھر گئی ہے جو یوں تشنہ غم اور زیادہ
ہے نکہت ریحان کا داغ اب جیسے تجھ بن	آتا ہے مرا ناک میں دم اور زیادہ
جو سینے کے پلکو ہیں بیچ پات کب اوسے	روکیں ہیں آنسو جب اشکِ تم اور زیادہ
مہیر سر خار سے نکلا سر صحرا	کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ
صید دل عاشق میں ہے مصروف وہ کافر	ہجو وضع میں سا صید حرم اور زیادہ
گر سر کرے خاک خرابات کو صوفی	سوجھیں اوسے پھر لوح و قلم اور زیادہ
اے خنجر خونخوار نہ تربت میں کمی کر	ہاں تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
کیا قہر ہے جتنا کہ وہ چاہت میں ردکی ہے	اوتنا ہی اوسے پا مینگے ہم اور زیادہ
چالیس قدم ساتھ وہ تا تربت کے آئے	کیا ہو جو بڑھیں چند قدم اور زیادہ
سرعت ہوا ابھی نبض میں جون سیج ہوئی	کیا ہوگا جو ہوگی شب غم اور زیادہ
کہتا ہے مرا شوق جراحت کہ ستمگر	اوس تیغ دو دم میں ہیں ہم اور زیادہ
کیون میں نہ سہم ہا تجھ سا خدائی میں ہیں اوس	مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ
کہتا ہے گلے لگ کے مرے وہ دم خنجر	لے عشق کا بھر اوسکے تو دم اور زیادہ

قطعه

اس عاشق بیچارہ کا ہو اور برا حال	گر یہ سے ہو گر بختہ ورم اور زیادہ

متفرقات ردیف ہای ہوز

روز آفرینش تھی ہین دل کی محن کے ساتھ
یاد آگیا تراقد رعنا جو باغ مین
وحشی کو ہمنے دیکھا اوس آہوے نگاہ کی
تا حشر بند خندہ تجھے اے بنچہ بھولن
افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
پایا ذرا اثر نہ کہین ایک بھر کے
اللہ رے لاغری کہ تری ناتوان کی نعش
دوزخ مین بھی پڑین تو نہ سینکے ہوں تیغ کے کشتے
گندم ہو سینہ چاک فراق بہشت مین
اللہ رے تاب حسن کہ اوسکا غرور ناز
وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار
تیری بلاکشی از در دوزخ کو کھینچ لین

عیب ایک کھو نہ زخم تازہ ہو نہ زخم کہن کے ساتھ
کیا کیا لپٹ کر روئے ہین سرو چمن کے ساتھ
جنگل مین بھر رہا تھا تلاطم ہرن کے ساتھ
ٹکڑے اوڑا دیے جسم کے تیر بہن کے ساتھ
لپٹا پڑا ہے سرد سا گویا کفن کے ساتھ
سر مارتی ہے آہ سپہر کہن کے ساتھ
اوڑتی پھرے ہے بوے عبیر کفن کے ساتھ
آتش مین بیچ و خم ہین رسن کے رسن کے ساتھ
آدم کو کیا نہ ہو گی محبت وطن کے ساتھ
چشمک زنی کرے ہے سہیل یمن کی ساتھ
پایین کرے ہے سقف سپہر کہن کے ساتھ
اک آتشین کمند دل شعلہ زن کے ساتھ

ممکن نہین ہے ذوق علاقوں سے چھوٹنا
جیسا کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ

مجنون کی جیب اور ہی پر ہین خوب چاک تھی
سلو کہا سینے سے بھی کچھ تو کر لے چلنے ساتھ

مطلع

مطلع

مطلع

دیوان ذوق

ردیف یای تحتانی

ہاتھ اوٹھاؤ عشق کے بیمار سے — کوئی بچتا بھی ہے اس آزار سے

آتش ہے کیا دل مین تیر یار سے — ہے مشابہ زخم بھی سوفار سے

سیرے طرز نالہای زار سے — ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے

یون نگہ نکلے ہے چشم یار سے — مست جیسے خانۂ خمار سے

فرش گل پہ مجھکو ہجر یار سے — کم نہین بار رگ گل خار سے

آئینہ اوس شعلہ رخسار سے — گرم ہے دکان آتش کار سے

بے نصیب اوسکے ہین گردیدار سے — سی وہ آنکھون کو نظر کے تار سے

مارے گر سیلی وہ زلف پر عرق کو — جھڑ پڑین دندان دہان مار سے

خنجر موج تبسم سے مرتے — گل چمن مین ہین جگر افگار سے

واے قسمت تلخکامی ہو نصیب — ہمکو اوسکے لعل شکر بار سے

کرتا ہے دست جنون جیب کشمکش — جی اولجھتا ہے نفس کے تار سے

حسن کے میری جانکنی کو کوہکن — جون صدا اولٹا پھرا کہسار سے

یہ بھی اوس نازک بدن کو بار ہو — گر گرا باندھے نظر کے تار سے

نقطۂ خال اوس کا سودا خیز ہے — پھرتے ہین اک پانون ہم پرکار سے

اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا — دب کے تیرے سایۂ دیوار سے

دیوان دوم ۴۲

قطعہ

ہر اک گردش میں ہو انداز نا زہنشہ زا مجھ کو
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
برائی میں ہماری وہ اگر اپنا بھلا سمجھے
تجھے اے سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے
وہ مجھے خاکسار کو جب بنا خاک پا سمجھے
ترے کشتے جو یوں ہی اسلام سے بیکسی بیکس سمجھے
نسیم صبح گلشن میں اگر پہ ہر دم عیسی سمجھے
روان ہوتا ہوا اس بستان سے اکا یوان
نذر خصت نظر کو میری جانے کیوں نقش قدم
حساب اب صفا نہ پوچھے مجھ سے میرے دل کے زخم کا
اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تیر نہ ہو
کرے آہ رسا میری جو سیر عالم بالا
ہنسی ہے زخم دل تدبیر پر جراح کی کہدو
محبت سے وہ زاگر ہم ہوا وس دل شکن کا
عدد آیا ہے جنگ نامہ پر لکھا نصیبوں کا

فلک کو ہم کسی کا فر کی چشم سرمہ سا سمجھے
وہ اس پر بھی نہ سمجھے وہ اوس بت سے خدا سمجھے
برا سمجھے برا سمجھے جو برا سمجھے برا سمجھے
پڑیں پھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے
ہم اپنی خلسا ہی نہ حق میں کیمیا سمجھے
اگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے
ترا بیمار غم تجھ بن ہم دم جانگزا سمجھے
چٹکنے کو صبا غنچے کی آواز درا سمجھے
ابھی بھی آپ کیا میرا ہی بخت نارسا سمجھے
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے
کہ عاشق نے پہلو میں ابھی کو دل کی جا سمجھے
فلک کو بھی یوں ہیں اک آبلہ سا زیر پا سمجھے
انھیں نا کے نہ سمجھے خندہ و دندا نما سمجھے
دل شکستہ میرا اپنے حق میں کیمیا سمجھے
کریں گے لیکے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

رکھو ہے حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا
نہیں ہے آشنا کہ بھر کاسۂ حباب تو دے

خنک دلوں کی اگر مشت خاک دوزخ میں
تڑپ تڑپ کے تو واقفی اکیا سا آگ و اب تو دے

پہونچ رہونگا سر منزل فنا اے **ذوق**
مثال نقش قدم گرنے پا تراپ تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہو صورت پرست ہے

درویش ہے وہی جو ریاضت میں مست ہو
تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے

جز زلف سوجھتا نہیں اے مرغ دل تجھے
خفاش تو نہیں ہے کہ ظلمت پرست ہے

دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید
موذی وہ دیکھا گیا کہ جو دولت پرست ہے

عنقا نے گم کیا ہے نشان نام کے لیے
گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے

یہ **ذوق** مے پرست ہو یا ہو صنم پرست
کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

زخم دل پر کیوں ہے مرہم کا استعمال ہے
مشک گر منگا ہے تو کیا نون کا بھی کال ہے

قبر میں عاشق جو تیرا مضطر الحال ہے
لوح تربت پر بھی لکھا سو وہ زلزال ہے

ہنسنے جانا تھا کف پا میں تمھاری خال ہے
لیکن اب دیکھا سو پیدا ہو دل پامال ہے

[illegible]

ہو وے دل مظلوم ہم سایا کیون نہ شہید دشت بلا
در پئے اسکے شاہیون کا وہ زلف عنبر لشکر ہے

موذی زحمت کش کو ایذا کیون نہ دیوین جب شقیت
دشمن یار زخم رسیدہ مور کا اکثر لشکر ہے

کعبہ تو یہ خدا ہی رکھے آج کہو شش ا بر ہمین
اک اصحاب فیل کا سایہ و دشمن ہوا پر لشکر ہے

ہین وہ شاہ کشور غم ہون یار جس کے ساتھ سدا
جوش اشک کی دولت سے جون موج سمندر لشکر ہے

گاہ ہجوم یاس مین ہے دل گاہ ہجوم حسرت مین ہا
ہے یہ مرو سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکر ہے

بحال چشم جانان کا مژگان سے تجل دیکھو تو
اور ترا پشت پہ پھیلی کے کتنا لے کے سکندر لشکر ہے

ہو وے امام برحق پیدا ذوق اگر تو کچھ ابھی تو
ہوتا گرد اسلامیون کا جون سیمر گوہر لشکر ہے

میری خاکستر ازتی ہے جس سے گرد ون بیچ | ار مین کچھ اخگر جو باقی تھے سو وہ کوکب ہے

[illegible]

ہوگیا جلوۂ انجم سے مری آنکھوں میں تنگ | کیونکہ آنسے شب ہجران میں کمخواب مجھے

غزل اول ناتمام

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے	تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے
اک عمر مجھے تمام شب ہجر میں نہ کہا	رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے
بل بے غرور حسن زمین پر کبھی نہ پاؤں	مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے
کیا لیجیے گلی سے تری ہم کہ جون نسیم	آئے تھے سر پہ خاک اڑانے اوڑا چلے
افسوس ہو کہ سایہ منع ہو انکی طرح	ہم جسکے ساتھ چلیں وہ جدا چلے
قاتل جو تیرے دلمیں کاوش ہو تو کیوں	جز کہ رک گئے سیر حلق پہ خنجر ترا چلے
آلودہ سرمہ سے ہو تری چشم میں نگاہ	دیکھا جہان سے صاف اہل صفا چلے
کیا دیکھتا ہے ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب	یان جان ہی بدن میں نہیں نبض کیا چلے
لیجائیں تیری گشتی کو جنت میں بھی اگر	پھیر کے تیرے گھر کیطرف دیکھتا چلے

اے ذوق ہے غضب نگہ یار الحفیظ
وہ کیا بچے کہ جسپہ یہ تیر قضا چلے

الگ تا ہو رہے کھینچ کھینچکر مرا ہر تار دامن سے	نہ دامن خار سے چھوٹے نہ چھوٹے خار دامن سے
خبر لون جیب کی یا میں رہوں ہشیار دامن سے	جنوں او دھی ہیں تا حشر جیب اور تار دامن سے

یہ تجھ بن اشکباری ہے کہ آنسو پونچھتا ہوں میں
کبھی تو آستین سے اور کبھی اپنے دامن سے

کہاں وہ موسم طفلی کہ ہم دامن پہ اڑتے ہیں
کیا کرتے تھے کار توسن رہوار دامن سے

مراد وگریۂ غم خندۂ عشرت سے بہتر ہو
اگر آنسو مرے پونچھے وہ گل رخسار دامن سے

میں وہ آلودہ دامن ہوں بنا لیں تار سبحہ کا
فرشتہ پاکدامن لیکے میرے تار دامن سے

پس صید ناتوان شکل پر افتادہ اڑ جائے
لگائے گر نسیم دامن گلزار دامن سے

ہوا پنکھے کی خواب صبح ہی کیا ایک جنبش میں
کرے سو فتنۂ خوابیدہ وہ بیدار دامن سے

نگاہ بوالہوس آنکھوں سے تیری خلق اڑانیکو
چھپا لے تو چراغ شعلۂ رخسار دامن سے

نہو رسوا دل جلوت کو ذوق ہمسایوں دلدار کی
کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے

ہوں میں لاغر جھکا جاتا ہوں اک حس کے بوجھ سے
جیوں کیا وہ جھکے ہو پاے مگس کے بوجھ سے

یہ اسیری میں گران خاطر ہوں جاتا ہوں ٹوٹ
آہنی حلقا سا بھی میرے قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈر سے ہے اور تیرے ہے مردہ اپنا
بوجھ شاید جسم کا کم ہے نفس کے بوجھ سے

باندھ دو ناقہ کی گردن میں دل نالاں مرا
بوجھ اسکا کم ہو اور پیلے جرس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہاں احمق اٹھا کر بار حرص
رہ گیا یہ تو گدھا دلدل میں کہنیں کے بوجھ سے

اپنے دامن میں لیے میرے گل حسرت جگر
جی دھڑکتا ہو کہیں چولی نہ مسکے بوجھ سے

کشتہ ہون مین کس چشم سیہ مست کا یارب
کھلتا نہین دل بند سی رہتا ہی ہمیشہ
ناموں کی اثر سے مری پھوڑا سا پکتا ہے

چپکے ہی جو ستی مرے تربت کی شجر سے
کیا جانئے کہ آ جائے ہو تو آ سہین کہہ سے
کیون ریم مدد انکلے نہ آہن جگر سے

ای **ذوق** کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

کھیڑا ذرا سا اور وہ تیر مین گھر کرے
تیر اوس نگہ کا گر دل مضطر مین گھر کرے
پتلی سیاہ دیکھیو اوس چشم مست کی
یون تیر دل مین چبھتی ہے زندگی اوکو تاب
بلبل کا آشیانہ گلشن مین کیا عجب
دکھلائی جوش گریہ اگر ہے چشم تر
گنبد مین وباد کے مجنون نے گھر کیا
آنکھ اپنی اوسکے لب پہ عجب گھر بگاڑ گئی

انسان وہ کیا نہ جو دل دلبر مین گھر کرے
ناسور عشق زخم کے پھر گھر مین گھر کرے
کچھ نرا عجب ہے یون کلک عنبر مین گھر کرے
ہیرے کی جون کنی کوئی گوہر مین گھر کرے
اوس تیغ پہ دل جو لہو سینہ مین گھر کرے
مردم کے خوف سیکڑون پلک بھر مین گھر کرے
سر گشتہ ایسا کرن کہ جگر مین گھر کرے
جون عنکبوت برگ گل تر مین گھر کرے

تمام

دیوان ذوق

۴۸

غزل

غم جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا مجھپہ کیا بنی ہے
جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہر دو لخراشی ہے جان کنی ہے

زمین پہ نور قمر کے گرنے سے مدعا اظہار روشنی ہے
کہ ہین جو روشن ضمیر اونکا فروغ اون کی فروتنی ہے

بشر جو اس تیرہ خاک دان مین ٹہا یہ اسکی فروتنی ہے
وگرنہ قندیل عرش مین بھی اسی کے جلوے کی روشنی ہے

ہوئے ہین تر گریۂ ندامت سے اس قدر آستین و دامن
کہ میری تردامنی کے آگے عرق عرق پاکدامنی ہے

ہوئے ہین اس اپنی سادگی سے ہم آشنا جنکے آشتی ہین
اگر سنو یہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

لگا اس تبکدے مین تو دل جو ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ کر دل
کہ کیسا ہی کوئی خوش شمائل صنم ہے آخر شکستنی ہے

نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہے تونگر
جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

کوئی ہو کافر کوئی مسلمان چلا ہر اک ہے براہ ایمان | جو ہے کہ مرتد و کیہ ہیں وہ اسکی نزدیک ہرکی ہے

دیوان ذوق ۵۰

دل کی معاش غم اوسی غم کی تلاش ہے
تجھ سا ہوں دل سے میں کہ بڑا بد معاش ہے

اس بتکدے میں کون ہے کافر ترے سوا
تو آپ ہی ہے بت پرست بت و بت تراش ہے

لبریز صد نشاط ہے ناخن ہلال عید
سینے میں میرے ناخن غم کی خراش ہے

ہوتی وہاں روش میں کشتگان عشق
اڑ جاتی ٹھوکروں ہی سے عاشق کی لاش ہے

کرتے ہیں امتحاں وہ میں تکلیف کیوں عبث
ہو جائیگا راز دل ہر گاہ نہیں فاش ہے

دنیا ہے پر جو مہر کے دانہ ہے خال کا
گویا کہ دشت چشم فسونگر میں ماش ہے

کیا شاد کو عنقیت کرے ہے زبان خلق
شاباش جسکو کہتے ہیں وہ شاد باش ہے

اوٹھے جہان ہی سو جو بستر سے وہ اوٹھے
تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے

بر ندہ ایک تیغ محرف سے بھی سوا
اوس کج ادا نے ابرو نکالی تراش ہے

مسکن پذیر آج ہی دل میں نہیں ہے غم
روز ازل سے اسکی یہیں بود و باش ہے

اے ذوق جانتا ہے وہ ہمدرد میرا درد
دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہے

ہے تیری کان زلف معنبر لگی ہوئی
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

بیٹھے جب سے ہونٹ ہیں خم می کی طرح ہم
پر کیا کریں کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی

چاٹے بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ
ہے پر اسکو چاٹ ستمگر لگی ہوئی

ابر باران کی نہ کیون لطف اوٹھائین ہم اے
گر اوٹھاتے ہین گنہگار ہی رحمت کے مزے

ہونٹ کے پاس جو ہنس ہنس کے وہ لعل نمکین
لے رہا ہو دل مجروح جراحت کے مزے

کچھ چبا او ہو محبت تو کہے ہے کہ مجھے
دیکھ تو کیسے چکھاتا ہون محبت کے مزے

ذائقہ چاشنی عشق کا کامل ہو تو دین
شادی وصل کی لذت غم فرقت کے مزے

نہین جذب و مزگی کوئی مزا دنیا مین
پر مزے دار بنا دیتے ہین غفلت کے مزے

خنجر ناز نے کیا چاٹ لگائی دل کو
چاٹتا ہو نمکدان سے لیکن جراحت کے مزے

بے مزا ہی کو کرین لاکھ تری ظلم و ستم
پھر لنے کی نہین بھولی وہ عنایت کے مزے

کچھ پھٹا زخم کا انگور رسا ہے ذوق
دل زخمی کو ترے بادۂ عشرت کے مزے

اول ہی سے بشر کو ہے نسبت خلاف سے
لیتا تھا کام منہ کا شکم مین بہ ناف سے

کب وہ گذر رہی ہین سر لات و گزاف سے
جنگی کہ آشنا ہو زبان لام و کاف سے

جل اسکے ہے مین شیخ بسر کو صبا مے
مسجد مین تنگ بیٹھا ہے کیون اعتکاف سے

نالون نے وہی جو چھا جو تپ لرزہ مہر کو
کھلی نہ آنکھ ابر سیہ کے لحاف سے

پھینکے ہی ایک جنبش مژگان مین چھری
اس آہ ناتوان کو پری کوہ قاف سے

ہے جوہر کمال نہ نکالا گر فتنہ
ہے تیغ تیز ننگ ہے اوسکو غلاف سے

چھوڑوتے ہین قلم جون قلم آتشبازہ
کبھی افسوس ہی آتا کبھی رونا آتا
تو مرے حال سے غافل ہی رہا غفلت کیتا

میری شرح تپش دل کی کتابت والے
دل بیمار کے ہین وہی عیادت والے
تیرے انداز تغافل ہین غفلت والے

نار ہے گل کو نزاکت پہ چمن مین ذوق
اسنے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے

کیا عمر ترا بے سر پیدا و غضب ہے
جو ہے ستم و کینہ و بیداد غضب ہے
نازک افت و چشم ستم ایجاد غضب ہے
بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے
نکلے ہے سدا کوہ سے ہم آتش و ہم آہ
خاکستر پروانہ پہ روتی ہے بجا شمع
ہم چاہتی ہی نکو گرے سبکی نظر سے
کیون غنچہ پریشان ہو نہ ہوتے ہی شگفتہ
اوس بت کا سمجھ حسن خداداد نہ اسکو
ہوتا ہے سپند ایک ہی آواز مین آخر

جلا افلاک سے بھی یہ جلاد غضب ہے
ستر تا بقدم وہ ستم ایجاد غضب ہے
شاگرد بھی ہے قہر جو استاد غضب ہے
فریاد نہ کر دیکھ یہ صیاد غضب ہے
کیا سوز گداز دل فرہاد غضب ہے
ہو خاک جگر سوختہ بر باد غضب ہے
پہلے ہی ہسی اس چاہ کی افتاد غضب ہے
اس باغ مین ہونا ترا دل شاد غضب ہے
یہ تجھپہ خدا کا دل ناشاد غضب ہے
کیا سوختہ جانون کی بھی فریاد غضب ہے

غزل

ہمین غرض کیا کہ جا ئین گے ہم حرم کو ای شیخ تبکدہ سے
یہین تبون مین خدا کا اپنے جلوہ قدرت نہ دیکھ لینگے

نہ کیونکر کیسی کیسی آفت جہان مین ہمنے تمہارے باعث
اور آگے کیا کیا غم والم ہم تمہاری دولت نہ دیکھ لینگے

دکھاتا احوال انکو اپنا یہ اونکی الفت کا امتحان ہے
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے نہوگی الفت نہ دیکھ لینگے

بلا سے گر وانیال سا نہین ہے پاس اپنے فالنامہ
ہم اپنے نقطون سے داغ دل ہی کے فال دولت نہ دیکھ لینگے

ہلال کو دیکھین کیون فلک پر اگر ہے منظور عید ہمکو
تو اوسکے تیغ ستم کے دلمین لب جراحت نہ دیکھ لینگے

بہار باران کو کون دیکھے بغیر یاران ہے تیر باران
ہم اوسکے ابرو سے سر نشاں مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھ لینگے

اگرچہ مین مر بھی جاؤنگا تو کمین سے ہے جیتا دم چرایا
وہ جب تلک اپنے آستانے پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے

مجھے یقین ہے نہین دکھائینگے اپنے رخسار لالہ گون کو

بڑھتی جاتی ہی جو شوق اوس ستم ایجاد کی
دیتی ہے تشبیہ کشتی کبھی آنکھ تیری
دو سیدھے زخم ہائے اک زخم ہے دم لینے کی
تیغ دل شمع کی جب کم نہیں ہوتی ناچار

کچھ محبت مری اصلاح نہ کر دیتی ہے
عین احسان ہے وہ زہر بھی گر دیتی ہے
مجھکو فرصت تری کب تیغ نظر دیتی ہے
اوسکو کافور سپیدی سحر دیتی ہے

کوئی غماز نہیں میرے طرف سے لے ذوق
کان اوسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

مرے جو سوت کو عاشق بیان کچھو کر
عوض بھی کیا تری تیر دنکو آپ پیکان سے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہمکو توڑیں گے
یقین ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش
سمجھ یہ دار و رسن تار و سوزن اے منصور
یقین یہ ہوتا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم

شیخ و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
اوٹھیں گے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے
کہ چاک پردہ حقیقت کا ہیں رفو کرتے
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے

سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھیے گر ذوق
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

ناساز ہے جو ہمسے اوسی سے یہ ساز ہے
کیا خوب یہ دل ہے واہ ہمیں جسپہ ناز ہے

پری جا کر ہی دنیا سے بھی گئی ڈھونڈ وہ دنیا میں
تو غالی جا آدم سے نہ جیا جیب زمین نکلے

خدا دے وہ بہشت اوس چشم تصور کو
کہ لاکھوں کام اس سے وہ رکیے وہ زمین نکلے

تصور اوس لب شیرین کا آتا ہو اگر دل میں
تو آنسو ہوکے شربت خون ہو کر انگبین نکلے

مرے دل میں ہے حسرت ہی نکالوں میں کہاں اوسکو
نہ وہ زیر فلک نکلے نہ وہ زیر زمین نکلے

سنا کرتے تھے شہرہ ذوق جنکی پارسائی کا
وہ سب یار خرابات اپنے نکلے ہم نشین نکلے

ہم مثنا عدم اپنا کسیکو نہیں پاتے
تم پاتے ہو ہمکو تو کچھ ہی کو نہیں پاتے

غنچے تری غنچہ دہنی کو نہیں پاتے
ہنستے ہیں مگر تیری ہنسی کو نہیں پاتے

کیوں ہمنے دیا دل تجھے او سنگدل پیا
کمبخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہیں پاتے

وہ کونسا غم ہے جسے پاتی نہیں دلمیں
لیکن نہیں پاتی تو خوشی کو نہیں پاتے

لیتے ہیں شب وصل میں ہم اون کی خبر جو
وہ لب یہ سحر زنگ سی کو نہیں پاتے

ہیں ایسا کہیں گم ہوں کہ یاران عدم بھی
گم ہو میری گمشدگی کو نہیں پاتے

معلوم نہیں اوسکے دہن ہے کہ نہیں ہے
اے ذوق ہم اس سر خفی کو نہیں پاتے

نبض نہیں ہے کہاں میری فلاطون چلتی
ہے یہ ضعف اب تو کہ چیونٹی بھی نہیں ان چلتی

تپش سے عشق کے یہ حال ہی مرا گویا
بجای مغز ہی سیماب استخوان کے لیے

مرے مزار پہ کسطرح سے نہ برسے نور
کہ جان دی ترے روی عرق فشاں کے لیے

آئی کان مین کیا اوس صنم نے پھونک دیا
کہ ہاتھ رکھتے ہین کانو نپہ سب اونکے لیے

نہین ہے خانہ بدوشون کو حاجت سامان
اثاثہ چاہیے کیا خانہ کمان کے لیے

نہ دل ہا نہ جگر دونون جلکے خاک ہوے
رہا ہی سینہ مین کیا چشم خونفشان کے لیے

نہ لوح گور پہ مستون کے ہو نہ ہو تعویذ
جو ہو تو خشت خم سے کوئی نشان کے لیے

اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانہ یاس
بہشت ہے ہمین آرام جاودان کے لیے

نہ مول لیتے ہین جسدم کوئی نئی تلوار
لگاتے پہلے مجھی پر ہین امتحان کے لیے

صریح چشم سخن گو تری کہے نہ کہے
جواب صاف ہی پر طاقت و توان کے لیے

مثال شمع ہی مرا جینا لگ کہ دم مین دم
فغان ہے میرے لبی او رہین فغان کے لیے

بلند ہووے اگر کوئی میرا شعلہ آہ
تو ایک اور ہو خورشید آسمان کے لیے

چلے ہین دیر کو مدت مین خانقاہ سے ہم
شکست توبہ لیے ارمغان مغان کے لیے

وہان دورش ہے انسان ترا ان کو سر لیکن
لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کے لیے

بیان درد محبت جو ہو تو کیونکر ہو
زبان دلکے لیے ہے نہ دل زبان کے لیے

رہے ہے سہما ہوا دل کہ برہم ہو مزاج کہین
بچا رہے ہو دل اونکے مزاج دان کے لیے

تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

جب کہا مرتا ہون میں بولا مرا سر کاٹ کر
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

وان ملے ابرو یہان گردان چین پیشانی
بات کا ایمان بھی پانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

شکوے ابرو کی از خود رفتہ ہو جاتے ہین ہم
پیشوا لینے کو جانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

منہ سے پہلے تو کہا تھا تو کریگا ہمکو قتل
تیور ترے کا تاڑ جانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

جو سکھایا اپنی قسمت نے وہ گردون کو غیر
کیا سکھائیگا سکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

کیا ہوا لے ذوق ہین جون مردمک ہم روسیاہ
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

زبان مین اگر جنون آیا سینے تنگان سے
دہن کا ذکر کیا یان رہی نہ کچھ گریبان سے

اڑا دی خوب گلچھرے نکل مجنون نے زندان سے
کرے ہر سو گلفشانی ہو شرار سنگ طفلان سے

فلک کیا فتنہ سازی مین ہمسر چشم فتان سے
گرا تھا یہ بھی اک سر پہ آکے لوہو سکی قرکا

شرار ہے متصل نکلے سیاہ تک سنگ طفلان سے
کر جھکی ہو سر مجنون پہ بجلی سنگ باران سے

سیاہ تک ناتوان ہین ہم گذر جائین اگر جان سے
او بھنا مور لاشے کو ہماری سمت مژگان سے

ابھی غش سے ہوا یہ طفل کو افیون دیتی ہے
کرتا ہو جا لذت آشنا لطفی دوران سے

ناتمام

ناتمام

ہوا آنکھوں میں سب عالم سیہ یہ دنیا ادوار دے
مشق ان چشم کو یہ بھی الٰہی وار دے

چھلا سینوں میں جھولی کا گل ان کو نگار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے

وہ شام ہو کہ جس کی سحر ہو ہزار دے
یاں وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

کیا خاک کی تشبیہ جاں کوئی جاں نثار دے
مٹی تلک نہ جسم تری وہ کہ غبار دے

جولاں سمند ناز کو لے شہسوار دے
تو سر چشم راہ میں سیر اعتبار دے

ایسا نہ ہو کہ آتشے ہی آتے جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے

کرتا ہے یوں فغاں کا سید اہد وصل
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

سے داغ و داغ دل سے مری سوز عشق نے
دعا دو پہ روز حشر کے پر کو دن اڑ وہ عار دے

بے فیض گر ہے چشمہ آب بقا تو کیا
یا نگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ دار دے

عاشق نہ ہو سکے اگر ہم گرو ان سوائے اشک
کیوں کر وہ دیں کو ہم پہ تو رشتہ ہوار دے

پیشہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانئے کیا کرے جو خدا اختیار دے

پوچھ مت راہ وفا اس نگہ پرفن سے
رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے

ناتمام

[illegible]

مطلع

[illegible]

ناتمام

[illegible]

جاسکے اکبار جو یاں تھا جہاں ان کا نگر / بیقراری ہے کہ سو بار لیے پھرتی ہے

ناتمام

لائی حیات آئی قضا لیچلی چلے / اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

ہم ساتھ بھی اس مسافر کے ہو گا یہ غبار / جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بُری چلے

بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے / پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ / ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

ناتمام

سیدھی کہاں ہو تاب مجھ تیر تن میں ہے / [illegible] کا ستون کہن میں ہے

وہم کو ہمارے سینہ میں کچھ نہیں قرار / وہ غریب ہے کہ مسافر وطن میں ہے

[illegible] دیکھو کس کے کہے اسے / اس رنگ سے عقیق کا دل خون میں ہے

رنگین سو اہی اکی گل نو بہار سے / اکلا جو برگ ہے وہ کوئی اس چمن میں ہے

وہ دل کہ جو ملا ہے مجھیں جبین کی طرح / زنجیر تیری زلف شکن در شکن میں ہے

ناتمام

منہ کا مسہ جو ہے گرم ہو وہ اک فریب / شکر تھے لب پسینے میں شکر تری ہوئی

جم جائے خاک وحشی چشم بتان ہے کہاں / لیکن ہرن کرے نہ ہے بن ہرن ہوئے

ردیف الیاء ٥٩

ایک گل ... [illegible]

ناتمام

[illegible]

متفرقات

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

تمام

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

۶۰

دیوان ذوق

ہوتی نہ محبت تو کچھ آفت کبھی نہ ہوتی		ہوتا نہ اگر دل تو محبت بھی نہ ہوتی
	مطلع	
مرچین سے لگ رہی ہیں نہ ہم جلگر کو جیسے		مصروف چارہ دیکھا کیا چارہ گر کو جیسے
	مطلع	
تو پھر بلا کو غرض ہے کوئی بلا میں پڑے		جو دل کشش طرہ دوتا میں پڑے
	مطلع	
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی		نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
	مطلع	
خدا کی گر نہیں چوری تو پھر نہ بچا کیا چوری		یہیں سے آشکارا ہے کہ کس کی سا قیا چوری
	مطلع	
جو جگہ کہ کتی ہرادہ محبت میں لگی		مٹی سے مٹی اپنی جو تربت میں ملگئی
	مطلع	
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنی		بد ہو سے زیر گردون گو کہ میری سنی
	مطلع	
سر اگر جھکے تو کعبہ او نشاد مسجد ہم دیکھیے		سجدہ کو چاہیے یون سرنشتہ ہم دیکھیے

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

تمام

[illegible]

دیوان ذوق ٦١

ناتمام

قطعہ

اے ذوق گر تو رہیں ہیں شب ظلمت		کیا کام تیرے کو محبت میں علی کی
	ناتمام	
مقابل اس کے رخ روشن کے شمع گر ہو جائے		صبا یہ مصحل لگائے کہ پھر ہوا ہو جائے
ہمارے سینے میں جو آہ آتشیں ہے ذوق		جو برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جائے
	ناتمام	
کوئی کمر کو تری کچھ جو ہو کمر تو کہے		کہ آدمی جو کہے بات سو جگر تو کہے
بلا سے ہو وے مرا شیخ نامہ بر پیدا		کرا دے سکو دیکھ کہ وہ منھ میں جو زبان تو کہے
ہر ایک شعر میں مضمون گرچہ ہے پیدا		مری طرح سے کوئی ذوق شعر تو کہے
	مطلع	
ادھر تھا عشق میں کھینچے ہم دل ناز کھو دیں		ادھر بھی حال کھو دیں پھر بھی جان کھو دیں
	مطلع	
ہمیشہ کام تھا مجنوں کو صحرا نوردی سے		کیا پایا شاہ نخچیر پایا مرد ہی سے
	مطلع	
مجنوں میرے مجنوں ہوا کیا جب کہ کوہ کا		کرے ہے سیر دشت میں حسرت کی وہ دیوانگی کا
	مطلع	

فرد

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

فرد

مطلع

مطلع

مطلع

مطلع

مطلع

مطلع

رات کو ہم ہو گرائی شیخ مینا جاتی	ہوتے ہوئے پلتے زندان خراباتی

مطلع

قطرہ قطرہ آنسو جسکی طرح ...	پارہ پارہ دل ...

مطلع

اے ذوق بس آپکو صوفی جتاتے شیشے ہو میکدے سے ابھی منہ چھپا کے تم	معلوم ہے حقیقت ... ... صراحی ...

مطلع

کیا ہم غنی کرتا ہے اور گل کی مہر ہے	...

مطلع

ذکر کچھ جو ایک جگر سینے کا ...	...

مطلع

ہم ہیں غلام اونکی ...	اسکو یقین ...

قطعہ

تو کیسا ہو تو ... نہیں سکتا اے ذوق اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے	... کہ تجھکو ... بنا تا ہے کیوں برا کہنے سے تو اوسکے برا بنتا ہے

مطلع

مطلع

مطلع

مطلع

ناتمام

ناتمام

آگ دوزخ کی بھی ہو جائیگی پانی پانی
جب یہ عاصی عرق شرم میں تر جائینگے

ہم نہیں وہ جو کرین خون کا دعوی تجھپے
بلکہ پوچھیگا خدا بھی تو مکر جائینگے

شعلہ آہ کو بجلی کیطرح چمکاؤں
پر مجھے ڈر ہے کہ وہ دیکھکر ڈر جائینگے

ذوق جو مدرسے کے بگڑے ہوئے ہیں ملا
انکو میخانے میں لے آؤ سنور جائینگے

مطلع

لاشے کو پیشکش پہ میرے کر دفن کیجے
مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجے

مطلع

معلوم ہوا اپنی دو ابروی بتان سے
اک تیر ہے گویا کہ لگا ہے دو کمان سے

ناتمام

دل بچے کیونکر نگاہ چشم شوخ و شنگ سے
اپنا گھر تو سو چھپا ہو سیکڑوں فرسنگ سے

اوس قاتل کیش جلدی آکر تو وا افشا نہیں
اوس لب یا بہ دہان سے نکلے گی ڈھنگ سے

بل بے باریکی کہ گویا اوسکا ہر تار سخن
خنجری بیٹھا کھینچکے نکلے ہے دہان تنگ سے

ذوق زیبا ہے جو ہو ریش سفید شیخ پر
وسمہ آب بنگ سے مہندی ہی گلرنگ سے

مطلع

ڈسا ہو کالے نے جسکو کافر تو وہ فسونگر سے جا کھیلے
وہاں یہ گیسو کا تیرے یارا نہ ہو بولا نہ سر سے کھیلے

اگر پوچھے کوئی مجھسے کہ کیون لایا ہے دل کان تک
محبت سے محبت سے محبت سے محبت سے

مطلع

اگر اوٹھے تو آرزو وہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے
لگا یاری کو اپنے روکے جب سے دل لگا بیٹھے

مطلع

دل کہاں ہم و ہاتھ سے مر گیا
بی ضعف ... سے جینا بھی ہو گیا

مطلع

اسکا خط ... عشق
کیا قتل دل ...

کالا کریا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی
باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی

عیان

مطلع

ناتمام

مطلع

مطلع

مطلع

عیاں ہے عشق کی گرمی سے پہلو میں دل اپنا ہے | کہ تا انبار خاکستر سوختہ مانند مشعل ہے

فرد

میں گہوارہ بھی تھا کشتی [illegible] | وہ ہو [illegible] طفل اشک [illegible]

ناتمام

کوئی ان شانوں ہاتھوں [illegible] نہ کرے | اور [illegible] کریں [illegible]

عشق کے داغ کو دل [illegible] سمجھا | [illegible] کا فر [illegible] دعوی [illegible]

مطلع

درد دل [illegible] ہوں میں [illegible] | ہو نہیں [illegible]

مطلع

ہر کسی [illegible] | آپکی [illegible] خوشی [illegible]

مطلع

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے | ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے

مطلع

کتنے مفلس ہو گئے کتنے تونگر ہو گئے | خاک میں جب مل گئے دونوں برابر ہو گئے

ناتمام

ناتمام

[illegible]

ہر دم دل خون گشتہ ہیں اک جوش فزون ہے	جو آہ ہو نکلے ہیں سو فوارہ خون ہے
پھر جاتی ہے تو سینہ کو سر ہی آہ ہی اولٹی	ہر گوشہ بہشت سے مری بخت نگون ہے
دل کرتا ہے ادس کو پیے کا سب تقاضا لیتا	طائر کی جگہ برگ سے پید سر نگون ہے
قائم سے پناہ ودکی فریاد ہے میری	ہو نالہ سے ایوان محبت کا ستون ہے

فرد

سجھتے ہیں گستہ سنگ اک نگہ کی ستم آرائی	سو بھی آئی کرتا ہے مژگان جیا سو بھی گئی

مطلع

الفت کا مزا جس نے کہ مر جانے تو جانے	یہ درد سر ایسا ہے کہ سر جائے تو جائے

مطلع

کہتے ہیں لوگ موت سے بدتر ہو جانا ہے	مر جائے پاس اوس کے بھی کچھ بھی کھا دیا جاوے

قطعہ

کہوں اے ذوق کیا حال شب ہجر	کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے
تھی شب تاریک کہ تھا اک اندھیر	مری بخت سیہ کی تیرگی سے
شب غم شمع ساں ہوتی نہ تھی کم	اور آنکھوں سے پسینوں پر پسینے
یہی کہتا تھا گھبرا کر فلک سے	کرا دے مہر یہ اختر نگینے

۶۵ [illegible]

[illegible]

قطعہ ذوق

[illegible]

گذری تو ہوئی بہ آرام زندگی تیری
کہا یہ اونسے کہ قید حیات میں انسان
اوٹھا کوئی ہاتھ جہاں سے کیا مہمان
چھپا ہو کوئی گرفتار ہو دنیا کی
رہا ہو [illegible] کہ قید میں سو
گرا یہ [illegible] مقام اعلیٰ پہ
جو [illegible] کو
ہمیشہ [illegible] گل کے کبھی
جو ہو ہشیار ہو تو ہے وہ شرع کا پابند
سنیں ہو وہم [illegible] سے مطلق آزادی
کہا ہو خوب کسی نے یہ شعر برجستہ
کہ گرفتہ ...لق کدام شد آزاد

کہ [illegible] نیست ہو نشان وہی ہست
کبھی [illegible] گو ہو مست
کہ با فرح گردن [illegible] نیست
تو سلامت [illegible] ہوا ہے پست
کہ [illegible] پست
کہا [illegible] نیست
تو [illegible] ہوں بالا پست
[illegible] شکست
چھپا ہوا ہو وہ کیفیتوں میں گرمی مست
جمال کبریا [illegible] کوئی گر سکے جست
کیا [illegible] سنی نکل اوسکی [illegible]
بہ [illegible] با خدا گرفتار نیست

رباعیات

کیا جانینگے ہم ذوق بجز خاص و عوام
اعلیٰ ہو علی کی ہے امامت کا مقام
جو لوگ صف اول میثاق میں تھے
پوچھے کوئی اونسے کہ وہ کیا تھا امام

رباعی
[illegible]

رباعی
[illegible]

رباعی
[illegible]

رباعی
[illegible]

رباعی
[illegible]

رباعی
[illegible]

رباعی
[illegible]

تتمہ غزل مرقومہ بالا

رباعی

چشم اوسکی فتنہ سے سبب لگا بی ہو جائے	صورت اوسکی دیکھکر شرابی ہو جائے
دکھلائے جو وہ روی کتابی اے ذوق	سب مدرسہ کافر کتابی ہو جائے

رباعی

ان آنکھوں نے رو رو کے گلہ گون بھی دیکھا	اور اون کو پر اشک خون بھی دیکھا
کیا کیا دیکھا نہ رنگ تیرے اے ذوق	یون بھی دیکھا جہان کیو یون بھی دیکھا

رباعی

دنیا کے الم ذوق اوٹھا جائینگے	ہم کیا کہین کیا آ کے کیا کیا جائینگے
جب آئے تھے رو تے ہوے آپ آئے تھے	آپ ہی جائینگے اور اون کو رلا جائینگے

قطعہ

جنکو اس وقت میں اسلام کا دعوی ہے کمال	دیکھتا ہون یہ اب اے ذوق مین اونکا احوال
حبیل ہے کہ ہنسا دیتی کہ بیدینون کے	نقل کرتا ہو مسلمان کی کافر نقال

اشعار غزلیات مرقومہ غیر مرقومہ کہ بعد ترتیب اون دستیاب گردید تتمہ اشعار غزل نا تمام مرقومہ بالا

نیچے جب ہم سے قاتل نے انجل میں مارا	جو پرچھا سمنہ اوسے سیدان اجل میں مارا

مطلعہای غزل دیگر

دیوان سوم ۳۷

فرد غزل مرقومہ

مطلعہای مرقومہ بالا

اشعار غزل مرقومہ

مطلع

مطلع

مقطع مرقومہ بالا

دیدۂ آبلہ پا کا بھی رونا ہے	کہ نہ سینہ سپاہوکہیں مجھسے کسی خارکو رنج
ہوش کو نچ سمجھ کے لو دانہ ہی ہوشی تو لے	ذوق ہمیشہ کو آرام ہمیشہ کو رنج

اشعار غزل مرقومہ

اے دل پردۂ عشق غمزہ نہاں عیاں نکر	آنکھوں سے دیکھ اور نہ پا اسے بیان نکر
آہیں نہیں وہ دود دل جو نکا اور کچھ وہ کہ	اے نغمہ بیان ہوا جو بیان سو دھواں نکر

تتمہ مرقومہ بالا

جگر اور دل کا ہمیشہ ہو صلہ قاتل گیا سارا	نگہ کی تیر کا ہونا تر اور اسکو کہتے ہیں
عدو پیش زن ہر دم ہی تیر و بیداد ایذا	یہ مدد بھی زہر کی ہے کا تمہیں کچھ پیار کو کہتے ہیں
جو پوچھے عقل یہ مجھسے تیا کیا نام ترا	کبھو ن پوانہ چشم پر پیدا اسکو کہتے ہیں
کبھی شیریں نہ دل سے کوہکن نے کوہ کو کاٹا	محبت یہ نہیں ہے زور بازو اسکو کہتے ہیں

مطلع

رخصت جو مجھسے ہو کر بیاتر زندہ گھر میں	گھبرا گئے یہ پیچھے ہم وان نشے شیر کو نہ

مطلع

جاتے ہیں سب سے پوچھ کے بیت الحرام کو	اپنا تو ہے سلام ہے دار السلام کو

دیوان ذوق

ایضاً

مطلع غزل دوم

نظم مرقومہ

ستمگر تو نے رو رو کا سبک سیر پاس آنے سے
اجل بھی گر کبھی آئی تو شاید کچھ بہانے سے

اگرچہ سلسلے چپکا ہے تو دل رو رہا ہے کب دانا ہے
ہمیں پیری بھی اشکا قرار آیا ہے نہ کہانے سے

پڑی تسبیح زاہد پہ نگاہ مست گر اوسکی
تو ٹکڑے بادہ انگور سے کے دانے دانے سے

ایضاً

اک صدمہ دوسرے سے مری جان پہ تو ہے
لیکن بلا سے یار کے زانو پہ سر تو ہے

وہ دل کہ جس میں سوز محبت نہو ذوق
بہتر ہے اوس سے سنگ کہ اوس میں شرر تو ہے

ایضاً

رات چون شمع کٹی ہمکو جو روتے روتے
تہ گئی اشکوں میں ہم صبح لیے ہوتے ہوتے

اشعار غزل کہ دو مطلع آن نوشتہ است

اثر ہو نالہ بیدرد میں کیا تو اے بلبل
کہ یہیں جا نہیں شبنم سے بھی چشم گردوں سے

یہ عالم ہے وہ خمخانہ کہ جس میں رنگ ڈوبے
گل جمعیت کہو گلشن نہ ہو خمخانہ افلاطون سے

تری مجنوں کا تن ہی لاغر عشق کا قتلے ہو جا
کرو ہے پیرہن دو ایک برگ بید مجنوں سے

او ترا لیکن جو جگر بلا سے ہم میں ڈرتے
سر اپنا دم ہوا ہوتا ہے اوس خشم پر ہنسوں سے

غزل

اشعار متفرقات مثنوی

طاق سے تو اوتار دے شیشہ / طاق پر رکھ کتاب اندیشہ

شیشے کی یہ دراز زبان / اور پھر یہ ستم کہ غنچہ دہان

مین ہون مانند ساغر لبریز / جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز

جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے / پانون توبہ کے لڑ کھڑانے لگے

قطعہ

کر دے پانتک جیسے نشہ مین چور / تاکہ مانند خوشۂ انگور

دل کے سالے پھپولے توڑ دون نہین / نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑ دون مین

شب ہجران بسر نہین ہوتی / نہین ہوتی سحر نہین ہوتی

بستر رنج کنج تنہائی / رات کیا آئی اک بلا آئی

شام سے وال پیچ و تاب تلک / نہین لگتی مری پلک سے پلک

کیون نہین بولتے سحر کے طیور / کیا شفق نے کھلا دیا سیندور

جان بیتاب جیسے بیکل برق / وہ بھی گرم رہ فنا کا برق

نہین چھپتی ہوئی غشی طاری / ایک فرقت ہزار بیماری

دل سے رخصت ہے تاب و طاقت کی / بیقراری نے استقامت کی

ہوس سیر باغ ہے کسکو / دل ہے کسکو دماغ ہے کسکو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد

واہ وا کیا معتدل ہے باغ عالم کی ہوا
مثل نبض صاحب صحت ہے ہر موج صبا

پھر دی ہے کیا مسیحائی کا دم باد صبا
بن گیا گلزار عالم رشک صد دار الشفا

رنگ گلوں کو حق میں شبنم ہے مرہم زخم جگر
شاخ شکستہ کو ہے باران قطرہ مومیا

ہو گیا موقوف یہ سودا کا بالکل اختلاف
لالے کے داغ سیہ پانے لگا نشو و نما

ہو گیا زائل مزاج دہر سے یاں تک جنوں
بید مجنوں میں بھی صحرا میں نہیں باقی ہوا

ہوتا ہے ریحانی ہوا سے اسقدر پیدا لہو
برگ میں ہر نخل کے سرخی ہو جوں برگ حنا

پائی ہے اصلاح صفرا نے کہ دنیا میں کہیں
زرد چشم اب کسی کو بھی نہیں ہے کہربا

ہے مزاج طبعی میں یہ ترقی ہے کہ تولید خون
چاندنی کا پھول ہو گر زعفرانی ہے بجا

استقدر رعنائی رہی عالم میں بیماری کی آج
نام گلشن میں نہیں ہے نرگس بیمار کا

واںتی کس طرح سے صحت نہ اک عالم کو ہو
جبکہ ہوا اسکی تو یہ بسل صحت جان فزا

وہ ولی عہد زمان مرزا محمد ظفر
اور اسکی قوت گر ہیئون کو بنا دی اقویا

تقویت کا یہ اثر ہو عام جو ہین برگ زرد
ہون مقوی دل و جان مثل دراق طلا

شادی صحت سے اوسکے آج ہر کوئی شاد و شاد
تہنیت خوانی میں ہیں سرگرم سب مست اسرا

میں بھی اس رشک چمن محفل میں یہ مطلع پڑھون
بلبل تصویر سنکر بول اوٹھے مرحبا

مطلع

آج ہی عالم میں ہیں وہ روز سعادت انتما
ہے اگر زاغ و زغن بیٹھے تو پیدا ہو ہما

مژدہ جان بخش صحت ہے ترا دا سیا
جس سے جون سیماب کشتہ مردہ دل زندہ ہوا

ہے بقا ہے عمر سے تیری بقا عمر خلق
واقعہ ہی تیری ہماہین چشمہ آب بقا

قطرہ افشانی سے آب غسل صحت کی تیرے
ہون وہ خوش آب پیدا اسقدر قوت فزا

ہو جو بیہ استعمال یا ترقی میں جو موتی اگر
بخشتی پیران کہن کو نوجوانوں کی قوا

جسم کو مل ملکے وصد یا تو نے جسم تر غسل
گرد کلفت کو دل عالم سے گویا دھو دیا

دل عدو کا سنگ ایکا تھا استادت سے جو بخت
زیر پا پامال ہوتا تھا نہ کہ جو سنگ پا

خوردہ گل کو صبا لائی تصدق کے لیے
مستے گیا اور بہاری نذر کو سب سے بہا

ہو گیا علم حصولی تھا حضوری مجھکو
تھا مرا ذہن نہ محتاج حصول صورت

ہر مسائل نظری و بدیہی تھے تمام
عقل کو تجربے کی اتنی ہوئی تھی کثرت

نہ غرض مجھکو نتیجے سے نہ تھا شکل سے کام
تھی مری فکر کو ہر شکل خطا سے عصمت

ذہن میں سب مرے حاضر صور علمیہ
پر جتانی تھی منظور مجھے علمیت

چار و ناچار ہو ترغیب سے یاروں کی کبھی
درس و تدریس پہ آجاتی تھی مجھکو رغبت

کبھی ہمت تھی مری قاعدہ صرف میں صرف
کبھی تھی نحو میں ہر نحو سے مجھے محویت

کبھی منطق کہ تفوق تھا مری ناطقے
تحت حکمت ہو پہ گرچہ ہے تحت حکمت

کبھی میں کرتا تھا تصریح معانی و بیان
کبھی میں کرتا تھا توضیح نجوم و ہیئت

کبھی تقسیم فرائض کبھی تفہیم اصول فقہ
کبھی تعلیم عقائد بکتاب و سنت

کبھی تھا علم الٰہی کی طرف ذہن رسا
کبھی کرتی تھی طبیعی میں طبیعت جودت

کبھی تھا عقل پہ مذہب مرا مانند حکیم
کبھی مستدل متکلم مجھے پاس ملت

کبھی کرتا تھا قدم جزء کا اثبات
اور کبھی کرتا تھا باطل بسمار الشقت

کبھی انکار ریاست پہ میں لاتا تھا دلیل
کبھی تکرار تناسخ پہ مجھے سو حجت

حشر اجساد میں تھا گاہ تردد مجھکو
کبھی تھی عالم برزخ میں مجھے اک حیرت

کبھی تھی عرصۂ تدویر فلک کی مجھے سیر
کبھی میں ناپتا تھا سطح زمین کی وسعت

مطلع ثانی

کبھی مین رہتا سرودی مین تھا ایسا مشغول | کہ نہ تھی ایک نفس ضبط نفس سے فرصت
سیمیا سے کبھی تصویر کشِ موہومات | کیمیا سے کبھی مین زر کشِ گنجِ دولت
کبھی مین شیخ شیوخی اور کبھی شیخ رئیس | کبھی علامہ کبھی صوفیِ صافی طینت
کبھی مین قرب فرائض سے تھا عالی درجہ | کبھی مین قرب نوافل سے تھا اعلیٰ نیت
مائل موسیقی ایسا کہ ادا کرتا ہے | کبھی مین بارہ مقام اور کبھی چار رون لت
کبھی مین شاعر اور ادیب ان بلیغ | نظم مین نام سر انثر مین میری شہرت
کبھی کرتا تھا عروضی کا بھی مین قافیہ تنگ | طبع موزون کی دکھاتا تھا جو موزونیت
کبھی پیشِ نظر انجیل و زبور و توریت | کبھی مصحف مین نظر میری سر ہر آیت
کبھی زردشتیون مین ایسا کہ سارے موبد | ژند و پاژند مین کرتے تھے مری تبعیت
کبھی بیا آگہی شاستر و بید و پران | کرون اک بات پنڈت کی کتھا مین کثرت
کبھی سر پیتا فقرا مسلمان مین سنا سبت ذہب کیا | کبھی اخبار و تواریخ مین صاحب خبرت
آخر ش دیکھا تو العلم حجاب الاکبر | عاقبت پایا تو یہ بات آنکھ کو اہل جنت
فائدہ کیا جو ہر اک علم کی جانی تعریف | فائدہ کیا جو ہر اک فن کی کھلی ماہیت
فائدہ کیا کہ جو دیکھے کتب ہر مذہب | فائدہ کیا جو ہوئی آگہی ہر ملت
عقل سے گرچہ کیا وہ ایسا پیدا | کہ ہر مشکل ہوا اک تازہ محل صورت

گو تصوف سے ہو تو صوفی سجادہ نشین — بے مقدر نہ کرامت ہو نہ خرق عادت
علم سے لاکھ ہو شیخی تری پر بے تقدیر — نہ کسی کو کوئی سمجھے شیخ علیہ الرحمت
یہ مقالات مثال قصص مصنوعہ ہے — ہوئے اکبار جو افسانہ خواب غفلت
لگ گئی آنکھ مری خواب مین کیا دیکھتا ہون — کہ مجسم نظر آئی ہے خوبی بہجت
اللہ اللہ رے حسن اوسکا کہ سر تا بقدم — تھا وہ خلقت کا تماشا ے ظہور قدرت
یاد کرتا تھا قد رعنا کو ہی اوسکے زاہد — دم تکبیر جو کہتا ہی سدا قد قامت
چشم وحشی کو اگر اپنے وہ دکہلای تو ہو — چشم آہو سے ہرن نشۂ جام وحشت
دل شامت زدہ کو درپے تھا پیدا اک — زلف دراز ون تھی وہ رخسارہ تھے از روئے شفقت
آتش حسن سے اک شعلہ سرکش تھی — موجب دو و لطیفہ اوسکی بھونکی حالت
فوج مژگان وہ بلای صف آرا تو کرے — دست بیداد سے یکدست وہ عالم غارت
چاہ بابل ذقن اور بتان لب کا عکس — دل گرفتار رغداب او سمیں ہے بار رعونت
لعل شیرین کی حلاوت پہ ہے جو جان عاشق — تو دم نزع بھی عناب کا جانے شربت
نہ وہم شرم و تبسم سے لب اوسکے خوگر ہم — نہ تغافل سے اون آنکھونکو نگہ کی عادت
کھو دے معنی معدوم کمر کی حیثیت — واکرے عقدہ موہوم لبون کی حرکت
شوخی و ناز کی تعریف مین اوسکی مطلع — وہ پڑھو کہ ین جسے نکلے ہو دلکو فرحت

جانب شرق ہو نوری فلق بال کشا
جانب غرب ہو پرواز غراب ظلمت

چرخ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم
شفق صبح پہ اک لال پری کی حالت

نکہت گل جو ہوا میں تو ہوا عطر فشان
تازگی گل کو چمن سے تو چمن کو زینت

کھلے ہی جاتی ہیں سب غنچے یہ ہے جوش نشاط
لوٹے ہی جاتے ہیں گل بلبل سے ہنسی کی نیت

آج یہ جوش پہ ہے رحمت باری کہ کہیں
نہ رہی کلفت عصیاں سے جہاں میں ظلمت

طفل نوشق کی مشقی کی طرح سو سو بار
دھوویں مستوں کی سیہ نامی کو ابر رحمت

کہے یہ رند کہ ورزند یہ فروش آج نہ چپ تک
مانگے گر بادۂ نو زاہد کہن کی قیمت

قتل ہو زاہد کا قتل یا ہو کی زاہد کی تمام
سنتی ہے قلقل مینا سے شراب عشرت

اس قدر ساز طرب ساز کی آواز بلند
چھیڑیں گر تار کشش کا تو ہو پیدا وحدت

نغمہ پر لب کہیں مطرب پسر زہرہ جبین
جام ورد وست کہیں ہمنچہ رسا طلعت

لیکے انگڑائی کہیں ہنسنے لگی رام کلی
اور اٹھی ملتی ہوئی آنکھوں کو کہیں اپنی للت

چشم سرمست مہ نازنین کا جل پھیلا
لب سیگون پہ مسی کی دھڑی پھیلی رنگت

بنے سنگ آیا فلک شمس مہ و انجم و چرخ
ہو گیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت

چونکے مرغ سحری عرش سے آواز خروش
ہار گئی خواب کو آوازۂ کوس رحلت

باغ عالم میں ہیں مرغان ولی شیفتہ کس
مثل مرغان سحر نغمہ طراز عشرت

مطلع رابع

صفحۂ عالم پہ جیسے تو ہم ترا تو
خجلۂ عیش میں ناہید سے تو ہم صحبت

ماہ نو ایک فلک پر ترے نو پردوں میں
نو فلک نوکر ہیں تیرے قدیم الخدمت

کیسۂ گوہر انجم ترا اصرف انعام
طاقۂ اطلس گردوں ترا وقف خلعت

نیت نیک تری آئینۂ حسن عمل
عمل خیر ترا جلوۂ حسن نیت

ذہن عالی ہے ترا طائر شاخ سدرہ
طبع رنگین تری گلچین ریاض جنت

ترا افضال جہان کے لیے برہان کرم
ترا اکرام زمانے کو دلیل رحمت

علم ظاہر سے ہے یکسان تجھے دور و نزدیک
نور باطن سے برابر ہے حضور و غیبت

ذہن صافی سے ترا پردہ در غیب
مو شگافی ہے تری کوہ شگاف دقت

عقل میں شمس ہے تو علم میں کان گوہر
فضل میں کعبہ ہے تو حلم میں کوہ رحمت

تیری تدبیر پہ از دفتر ہوش و فرہنگ
تیری شمشیر پہ از جوہر فتح و نصرت

دعوت صدق پہ لائے ترے ایمان عتیق
دست ہمت پہ کرے تیری سخاوت بیعت

تجھ سے راضی ہے خدا اور خدا کا محبوب
تیرا حامی ہے نبی اور نبی کی عترت

تجھ کو ہے تری ہر عزم میں عزم بالجزم
مقصد کو تیرے ہے ہر مقصد میں مقصد سبقت

دوست روح ملا کا سا چمن قدس میں ہے
ذات قدسی کا ترے عطر قبا عفت

کیا اللہ نے حبیب تجھے اولی نعمت خلق
کیونکہ واجب نہ خلائق پہ ہو شکر نعمت

قصیدہ دوم

عید کو دیکھ تری ساقۂ شلاق کا عجب عالم
لکھے گر خامہ ترا وصف شمیم اخلاق
نہیں ہوتا کبھی تیری صفات نیک کو
ذوق کرتا ہے دعا یہ جو اپنا ختم سخن
عید ہر سال مبارک ہو تجھے عالم میں
خیر خواہوں کی تری عید ہو رنگ نشاط

آہو عادت کہ ہے کثرت سے یہاں ظاہر وحدت
تو ہر اک نقطہ ہو اک نافۂ مشک تبت
گر بیان کیجیے یا شرح صفت بہ مدت
کر زبان کو ہے نہ یارا نہ قلم کو طاقت
باشگفتہ و خرم و باجاہ و ظفر و صحت
اور ہو خیر خواہوں کے رخسار ہو اشک شفقت

قطعہ در تہنیت جشن نوروز

خسرو احسن کے ترا مژدۂ جشن نوروز
خبر عیش تری دے ہے چمن کو جا کر
بادۂ جوش جوانی کی ہو گویا اک موج
چند قطرے ہی نہیں شبنم کے وہ بلکہ گہر
حسن بیٹا ہے تو یوسف مصر بخشش
نقش ہے جو غالب ترا سر پنجۂ امن
تیغ تیز ترا آتش نہ جس آتش سے جلے
تیرے منصوبے کی تابع ہیں احکام نجوم

آج ہے بلبل نقشہ ترا سرد شجر سنج
زر گل پہ کیسہ صبا پائے نہ کیونکر پا رنج
تن پیران کہن سال ہے پھر چین شکنج
آگے ہمت کے تری گوہر شہوار کی گنج
دست حاتم نہیں پہنچا ہے کہ جو ہیں تیغ و رنج
قطرے کو [illegible] ہیں جون زرد ہی کیا کیا شطرنج
[illegible] موافق کو مر سنجان و مر نج
حلقۂ نقش [illegible] کا گویا ہے بساط شطرنج

دیوان ذوق

[illegible]

ہر ایک قطرۂ شبنم گہر کی طرح خوش آب ہے	ہر ایک گہر کہے شب چراغ پر تنویر
کہ ہے ہر صبح شکر خندہ اس ہنر کے ساتھ	کہ جس طرح سے بہم آمیختہ ہوں شکر و شیر
سنوارتی ہے جو شام اپنی زلف مشکین کو	سواد مشک ختن سے ہیں لالہ آہو گیر
نہاں شمع سے ہر شب چنگ گل شب بو	بہار عیش میں گلچیں کی طرح ہے گلگیر
ہنسے ہے چراغ تو ایسے ہنسی ہیں پھول چمن	حیا سے رنگ گل آفتاب ہو تغییر
ہے پنج سے ہر صبح ہوں صبوحی کش	ہاں وہ درازی ابیش آفتاب ساغر گیر
عجیب ہنسی ہے کہ آرایش زمانے سے	حنائی پنجے ہوں تاک و چنار و بید انجیر
چمن میں ہے یہ درختان سبز شیشہ ہیں	کہ زہر کھاتے ہیں سبزان خطۂ کشمیر
نہ کیونکہ دیکھ کے گلشن کو یہ پڑھوں مطلع	کہ لائے ہو نظر اک قدرت خدائے قدیر

مطلع ثانی

ظہور نرگس و گل جلوہ سمیع و بصیر	نسیم نکہت گل الطہر و لطیف و خبیر
شمیم عیش سے ہے یہ زمانہ عطر آگیں	کہ فرض عنبر اگر ہے زمیں تو گرد عبیر
حمل سے ہے رت تاک جا بجا ہیں تصویریں	بنا ہے عالم بالا بھی عالم تصویر
جہات ستہ سی بزم جہاں ہے وسعت	کہ ہے ہجوم نشاط و سرور سے تغییر
زمانہ دشمن عشرت کا اس قدر ہے قاتل	مہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمشیر

[illegible]

قطعہ

[illegible]

مطلع ثانی

ہر ایک اسم عزیمت میں اسم اعظم ہے — ہر ایک نسخۂ شفا میں ہے نسخۂ اکسیر

رہا نہ کوئی گرفتار رنج عالم میں — تجھے جو تیرے تصدق میں مجھ راں اسیر

سنتا ہی دم سی ترے زندگانیِ عالم — یہ تیرا دم ہے وہ اعجاز عیسوی تاثیر

مثال خضر تو امی رہنمائی ملت و دین — جہان میں سپہر پہ ہو کرامتوں سی یہ

تو وہ ہی حامی دنیا و دین زمانے میں — کہ تجھسے زینت دنیا کو دین کو توقیر

کیا شہان سلف نے مسخر ایک جہان — کیے ہیں تیغ نے شہنشاہ دو جہان تسخیر

سحر سے شام تلک زرفشان ہے پنجۂ مہر — نثار کرتا ہی ہر روز ایک گنج خطیر

فلک پہ کرتا ہے ہر شب ادا جو سجدۂ شکر — نشان سجدہ ہو زیب جبین ماہ منیر

یہ روز عید سی تری ہے جوان جہان کہن — کہے نہ کوئی دوشنبی کو بھی جہان میں پیر

قطعه

حیات بخش جہان تیرا مژدۂ صحت — جو بخشے خلق کو عمر طویل و عیش کثیر

ہزاروں سال سر ہر صدی نکال کی دانشتا — ہنسی سی ماجل ہی جوانوں کی طرح مرد پیر

جہان کو یون تری صحت کی ساتھ ہی صحت — صحیح جیسے کہ قرآن ہو مع تفسیر

یہ وہ خوشی ہی کہ فربہ ہوں جیسے روز بروز — ہلال بسیت و نہم کی طرح بدن کی تیر

پڑھوں ثنا میں تری اب وہ مطلع روشن — کہ جسکا مطلع خورشید بھی نہ ہووے نظیر

جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو ہما وے — طلب میں جان عدو کی روان قضا کا تیر

قطعہ

تری ہے خامۂ ملفوظ نگاہ میں یہ روز — جو کھینچے ایک روش خط منشی وہ لکیر
تو اوس سے ایسی ہوں اشکال ہندسی پیدا — مٹا دے دیکھ کے اقلیدس اپنی سب تحریر

قطعہ

وہ روشنی ترے خط میں ہے کہ ابن مقلہ اگر — لگائے آنکھوں سے سرمہ کی جا تری تحریر
تو ہو یہ نور بصارت کہ پڑھے وہ حرف نوشت — جو ہو وہی لوح جبین پر نوشتۂ تقدیر
سخن میں گر تری اوصاف کو تصور کرے — زبان خامۂ عطارد کی ناک میں دے تیر

قطعہ

ترا سمند ہے وہ تیز رو کہ وقت خرام — نظر ہے جو دیدۂ زرقا کی بھی اوسکا نظیر
کہ سیر گاہ دو عالم ہے راہ یک روزہ — اور اوسکا شرف ہے تا عرض صدر گاہ سریر
ترے جو نیل کی تعریف خسرو الکہ اون — کروں حکایت شیرین و کوہکن تحریر
کہ نیل کوہ کجک تیشۂ فیلبان فرہاد — وہ دو دو نون دانت صفا ایک ایک جوئے شیر

قطعہ

چلے نہ اشرفی آفتاب عالم میں — خط شعاع سے او سپر ہو یہ تو تقریر

قطعہ

قصیدہ چہارم

پاک دنیا سے ہیں دنیا میں ہیں گو پاک سرشت
غرق اے آب میں پر نہیں اصلا گوہر

ہے دل صاف کو خلوت میں بھی دون کا بہا
گرد آلود نہیں ہوا اتنا گوہر

کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی شناخت
کہ پرکھتا نہیں چشم و دیدۂ بینا گوہر

غیر پاتے نہ کم مایہ سے ہو ضبط ہوس
بہہ گیا ژالہ ہوا اگک کو نہ پگھلا گوہر

جوہر خوب کو درکار ہے آرایش خوب
خوب تو آب کی خوبی سے ہے ٹھہرا گوہر

سرکشی کرتے ہیں بے مغز نہ پر مغز وقار
جز حباب آپ سے سر کھینچے نہ بالا گوہر

ربط ناچیز سے کرتے ہیں کوئی پاک نہاد
ہو نہ ہم صحبت تار رگ خارا گوہر

دلخراش اتنا نہیں طاقت وہ دل ہی کچھ اور
کہ نہ گوہر کبھی ہیرا ہو نہ ہیرا گوہر

فیض کو عالم بالا ہے نہ شرط استعداد
قطرہ بیجا ہو ٹپا شیر ہی بیجا گوہر

صدق و کذب پہ ہر نکتہ کی ہے شرط نظر
کور کیا جانے سچا ہو کہ جھوٹا گوہر

صاف باطن کی ہے جب قدر کہ ظاہر ہو درست
مول بھی ٹوٹ گیا صاف جو ٹوٹا گوہر

ہوتی غربت میں اگر قدر نہ غربت میں ہر کی
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر

خلش خار جنون سے ہے پہونچا کیا کیا
ہر قدم پر قدم آبلہ فرسا گوہر

دل عاشق میں گرمی کہ نہ آنسو سے لہو
اسی الماس سے جاتا ہے یہ بیدھا گوہر

ذوق سو حرف کر انداز غزلخوانی کو
ڈھونڈھا اس بحر میں سے تو کوئی اچھا گوہر

مشتری کہتے ہین جسکو وہ اوٹھا لایا چرخ
ٹوٹ کر جو تری سمرن سے گرا تھا گوہر

صبح اقبال وسعادت کا ستارہ چمکا
ہو ترا طرہ دستار کا چمکا گوہر

تیرا آویزہ سپیچ کا اے قبلہ خلق
مسافر قندیل در مسجد اقصا گوہر

حلب خلق مین ہی سینہ ترا آئینہ
عدن حلم مین ہے قلب مصفا گوہر

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم
ہوتا مین حوض غنچہ ہو پیدا گوہر

ماہ گننے کے لیے ہے نہ کہ گننے کے لیے
تیرے گننے کا کہون کیا او سی زیبا گوہر

در فشانی سے تری اتنے کہے ہین زبان
لکھتے ہین نسخہ مفلس مین اطبا گوہر

قطعہ

عکس سے تیرا اقبال کو دریا مین ترے
ای محیط کرم و جود کے یکتا گوہر

آب گوہر ہو ترا آب یہ اعجاز بنا
کف دریا کو بنائے ید بیضا گوہر

کوہ کا زہرہ کرے آب تری ہیبت عدل
گر یہ سن پائے کہین سنگ نے توڑا گوہر

طبع نازک پہ تری بار گہر ہو جو گران
پوست بیضہ ماہی سے ہو ہلکا گوہر

آب دریای کرم سے جو ہو تیری سیراب
ابر مردہ سے برسنے لگین کیا کیا گوہر

کہ محفل مین تری وہ گہر افشانی ہے
لگن شمع مین ہین منو ہونکی جا گوہر

دست فراش مین جاروب کے ریشے فرعون
فرش کے پر تلیون مین ہو جو سدا ہا گوہر

تا سہی تجھ خورشید سی ہر روز طلا | تا گرہ مین رکھے شب عقد ثریا گوہر
دانۂ انجم گردون سی پروے جب تک | رشتۂ کاہکشان مین شب یلدا گوہر
جب تلک جوش بہاران سون اٹھے صبح | تا کہ شبنم سے سر دامن صحرا گوہر
ہر برس جشن ترا تجھکو مبارک ہووے | برسین پیشان کرم سون تری شاہا گوہر
دوستونکو ہو تری گنج و گہر روز نصیب | ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر

قصیدہ پنجم

ہے وہ بازار دوی نافع اعضا و حواس | کہ دل مردہ ہو زندہ تن بے حس حساس
تار کہتے ہے تری جو اس جنس | یون ہو جیسطرح کہ اک نقطے سون ہوتا ہے پیاس
ہووے اس روغن کبریت سون تل ریخ | رنگ رخسار جو کلفت سی ہو ہر گمشدگی
خشک مغزون کو جو ہو تا کا ایسا سکی بو | تر و باغ آشنا ہو دم لینے نہ ہو غیر عطاس
قلب ماہیت گر اس سے نہ باطل ہو تو کیون | قلب پر قنات مین ہو ...
اوسکی دولت سی عجب کیا دل مفلس ہو غنی | کہ ہے تمرست دینار علاج افلاس
دیوے ساقی جو اک جام وہ وہ تو | آج جو پاس ہو ساغر سی ہے مین جمشید کے پاس
الشکر ہے تری مستی و بالا دستی | شب کو ہے مستا کہ گرلوے گر وہ عدن ساس
سلسبیل ہم اگر خلد سی ہو آب سبیل | کے مینوش کہ بھتی ہو کوثر اس سے پیاس

قصیدہ

نطق شیرین ترا وہ شہد کہ ہر درد کو راس
ہند و زلف کے ہی پاس مصحف رخ

مومیائی ہو حمایت تری حق مین اوسکے
بوٹی اکسیر اور پارس اگر ہاتھ آئے

چمن دہر مین نرگس بھی تری بخشش سے
کیا عجب نہین سے گر ابر کرم کے تیرے

تیری شمشیر کے آگے سہین رکھتی ہرگز
نہین تعلیم سے تیری ہو جو منکر انسان

لوح تقدیر کے لکھے کو پڑھے حرف بحرف
یون ترا حاسد بے بصیرت ہے عالم مین حقیر

وسے اہو کو جیسے تو مین عدل ترا
زہے خورشید کی طالع کہ شعاع خورشید

ایسا چالاک کہ اس طرح ہو اوڑ جاتا ہے
پہونچے اوس خش فلک سیر مین ہما کو

تیرا ہاتھی ہو فلک کا کہکشان ہے خرطوم
نشان مین جسکی شفائیہ شفائیہ للناس

عہد مین تیرے ہے کافر کو بھی اسلام کا پاس
سخت گیری سے فلک تو مار دے کی گر راس

بل بے ہمت تری نزدیک یہ تعمیر پردہ کیا س
رکھتی اک کاسۂ زر ہے اور اک سیمین طاس

بید مجنون مین ہو پیدا ثمر سیب گلاس
منتری تیغ تیری کی شہاب ہے وہ اس

احمق الناس اوسے جانیے بلکہ نسناس
ترتیب سے تری امی بھی ہو یہ حرف شناس

اسپ خال کوئی جیسے میان نخاس
ڈھانکے آنکھون کو اوسکی روش گاو خراس

دم زین تیرے گھوڑے سے لگی جاتی ہے
جسطرح عاشق دل باختہ کی ہوش و حواس

نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس
کان دونون سے خور دم سے بنا ہے سرخاس

مطلع ثالث

مطلع ثانی

دست و بازو و بر و دوش عجب ہیچ بہا
سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا
نازکی ایسی کمر اوسکی کہ سمجھنا مشکل
ہے گران وسپہ نزاکت سے نہ باندہی ہیرگز
اوسکا رانون وہ مصفا کہ اگر دیکھے اوسی
کیا کہون ساق بلورین کی صفائی اوسکی
قدم گلبین تو وہ پانون کی حنائی ناخن
آگے بالین پہ وہ ملنا زسراپا انداز
مژدہ عید سے ہی گلشن عالم مین بہار
دوش پر سبزہ ولب جو کہ ہے اک سبز قبا
جوش سبزی سے ہے وہ فرش سر صحن چمن
باغ عالم مین ہے یہ جوش بہار عشرت
تو بھی کر تہنیت عید کا اوسکی سامان
وہ بہادر شہ غازی کہ دم معرکہ ہون
مدح اوسکی ہے مناسب تجھے بلکہ انسب

پنجہ وہ پنجہ خورشید حنا رنگ شفق
ناف اک عکس فق اور سمین نہا ہی زر ورق
جسطرح شعر خیالی مین ہون معنی اوق
گر ہو تار نظر دیدہ عشقا منطق
آئینہ آب خجالت مین ہے مستغرق
شمع گر دیکھے اوسی شرم سے جای عرق
نیچے پنجے گلبن کے ٹپکے کھری ہو ئی گلکے ورق
تجھسے یہ کہتی لگے کیون ہے تو غمگین ناحق
نغمہ عیش سے ہی بزم جہان مین رونق
سر مین لا رکہی گلشن مین ہے گلگون ابلق
کوئی مخمل اوسی کہتا ہی کوئی استبرق
ٹپکے ہی نخل سے مستی مین ہمیشہ رونق
کہ وہ ہے خسرو دین جامی دین برحق
اوسکے فیروزی کی پہونچ آکے سرور کے حدق
یعنی توصیف کی لائق ہو تو بلکہ الیق

نظم

آتشا عالم میں مفسد خون ہی خونخوار کو | خون فاسد کو بھی ہرگز نہ کرے زمین حلق
پرتو افگن ہو اگر روشنی طبع تیری | ابرق آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو ابرق
مشتری بھی تیری شطرنج کا اک مہرہ ہے | آفتاب ایک ترے گنجفے کا گر ہے ورق

قطعہ

ابر ہے گرچہ مثال نمد زین | گر تری برق غضب جھاڑ کے تلوے سے چقمق
تو شتابی سے بھی جل اٹھے زیادہ وہ شتاب | آگ لگ جائے میں زین اور سکے خود مطلق
تیری توسن میں وہ جلدی کہ اگر چھیڑ دو تو | یوں وہ اڑ جائے کہ جیسے سر آتش زنبق

قطعہ

شمس کو پہنچے تری رائے سے مشرق میں نور | تو ہو مغرب میں کسی لے پرتو نور مطلق
جس طرح روشنی قلب ہے اہل اشراق | عرصہ دور سے شاگرد کو دینا ہے سبق
ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر اسطرح | تا کہ ہو ارض و سما دونوں طبق زر طبق
ہوئے ہر سال مبارک تجھے عید رمضان | اور دشمن کو رہے تیرے سدا رنج و قلق

قصیدہ ہفتم

ہے آج جو یوں جلوہ نما نور سحر رنگ شفق | پرتو ہے کسی خورشید کا نور سحر رنگ شفق
ہے جوش نسرین و سمن لالہ گل و رنگ چمن | گلشن میں گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق

دیوان ذوق

مطلع ثانی

انصاف نے تیری شہا سیماب آتش کر کیا | یون جمع جیسے ایک جا نور سحر رنگ شفق
تیری امان حفظ سے ہو جاوے حق مین تیمکے | ناز خلیل آب بقا نور سحر رنگ شفق
خورشید تجھسے فیض کو پہونچے تو مشرق مین ہو | جز در و لعل بے بہا نور سحر رنگ شفق
جسپر کہ تو ہووے غضب اوسکی حق مین کیا عجب | سیل فنا برق بلا نور سحر رنگ شفق
شمشیر کی تیری چمک خون عدو سے یکبیک | دکھلا رہے روز وغا نور سحر رنگ شفق
پیکان تیرا الماس گون منہ سرخ سوفارنکی یاد | گویا لگا کر پر اوڑا نور سحر رنگ شفق
جلوہ ہے تیرے مہر کا شعلہ ہے تیرے قہر کا | ہے جسکو عالم جانتا نور سحر رنگ شفق
اسپ حنا بستہ ترا وہ نقرہ خنگ باد پا | غیرت سے جسکی اوڑ گیا نور سحر رنگ شفق
اب ذوق کی ہے یہ دعا جبتک رہے تا منتہا | خورشید و مہ رخش و سما نور سحر رنگ شفق
جبتک لباس مہر کو صابون ابر شنجرف ہو | زینت وہ صبح و مسا نور سحر رنگ شفق
ہر جشن فرخ ہو تجھے اسطرح آب آب سے | ہر آن سے محتاج ضیا نور سحر رنگ شفق
شاہا زمانہ میمن ہو تو باآبرو اور حشمت خسرو | ہو جلوہ گر مشرق سے تا نور سحر رنگ شفق
دشمن کا تیرے منہ ہو فق اور خون کی بھی ہو کمی شفق | دیکھے نہ وہ اسکے سوا نور سحر رنگ شفق

قصیدہ ہشتم

طرب افزا ہے وہ نوروز کا نارنجی رنگ | دیکھکر کھا گئے جسے ریخ ہزاروں فسنگ

گلشن دہر میں یہ سال مبارک تجھکو — جشن نوروز بہر رنگ بتاج واورنگ
اور تری حاسد بدبین کو دکھائی لاکھون — حشر چار روز نئے رنگ فلک کیج رنگ

قصیدہ نہم

حبذا ساقی فرخ رخ و خورشید جمال — مرحبا مطرب ہاروت فن و زہرہ خصال
بارک اللہ کہ در افشان ہی تو ابر بہار — خیر مقدم کہ خرامان ہے تو اے باد شمال
للہ الحمد لبالب ہے مے عیش سے جام — شکر للہ بزر گل سے ہو چمن مالا مال کہ
جوش روئید گی سبزہ سے ہو جائیگا سبز — گل زمین چمن حسن مین تا دانۂ خال
شعر ریشۂ فرہا سے پیدا ہوتے گل — بل بے جوش گل خود رو سرو امان جبال
جوش فوارہ ہے وان کشت تار بارش — سر مجنون کیے تھے آلودہ جہان دیو بال
کیا عجب ہمت باری سے کہ وقت ران — ابر مردہ سے بھی ہو قطرہ افشان آن زلال
مچھر باد سے مانند عصا سے موسی — شجر خشک بھی ہو جاے تر و تازہ نہال
ذوق مستی سے طاؤس چمن رہا ہے — شوق آہنگ سے ہے سرو پا بمری مو لبل
شور بلبل بھی یہ رکھتا ہے نمکنا آج کہ گل — بنگیا کثرت شبنم سے نمکدان کے مثال
دیتی ہے طاقت پرواز یہ کیفیت سے — اس ہوا مین ہے لطف کہ اڑون پر و بال
ہے یہ وہ دور کہ ہر صوفی صافی مشرب — رقص مستان مین کرے وجد کنان شاملحال

مطلع ثانی

[illegible]

قطعہ

[illegible]

گر پڑی قہر کی گرمی سے عرق ہنگام
قوت نامیہ کی اسکی گر اوسے گم ہو
حکمت ہو ترا علم جہاں ہو تو وہاں
ہو تری عقل جاہ ذوم بحث معقول

لب دریا پہ حبابوں کی جگہ ہوں تبخال
فیض جاری ہو تیری ہو بخیل کو پایا شہ زوال
شہ ارسطو کہ ہو تیری شفا افلاطون کو محال
اک سبق میں فقط افضل کے عقل فعال

قطعہ

دم ہی کیا باد صبا میں کہ وہ سیر جہاں
پڑیں ہی وہ چار قدم خاک اوڑا کر بیٹھا
ہے وہ شکل میں اگر دیکھو تو صورت میں پری
چلا جاتا کہ جہاں عرصۂ جولان اوسکا
زیب تن اوسکی ہو منبعد قباہی گل تصویر
اور فلک سیر کو جو اُٹھا کر تو ہی [illegible]

تیرے گلگون سبک سیر کی جا و دنبال
اور سبزہ ہیچ جا کہیں وہ کہیں مثل نہال
ہے [illegible] کی تو شبر کی سی خصال
عہد مستقبل و ماضی گلو ان اک حال
[illegible] فانوس خیال
هر زمرد سبز فلک ہو نہ صبا دایا مال

قطعہ

پیچ ہاتھی کی بلندی کی طرف کی [illegible]
کہکشاں کو وہ فلک پہ ہے زمیں پہ چھینکے
جیسا [illegible] زیر گون ہو سجدہ [illegible]

[illegible] سے لیا ہاتھ سے دستار ہلال
[illegible] راہ میں [illegible] اگر اوس سے اطفال
اوسکی پشت پہ شہا جلوہ نما یوں [illegible]

[illegible]

قطعہ

[illegible]

قصیدہ دہم

لاتا ہے نامہ سے ہو رنگ نئی پیچ محیل
واہ کیا بات ہے کچھ اس خم میں عجب رنگ نخیل

دور زمانہ سے وہ ہشیار رہے جو ہوش ربا
لاکھ ہیں پیش نہیں جسکے بھری ہنر زنبیل

ہے توکل کا احاطہ وہ عزیمت کا حصار
کہ بجز حفظ خدا جسکی نہ خندق نہ فصیل

گم ہوں ظاہر کی خرابی سے صفات اصلی
زنگ گیا ہے چھپا جوہر شمشیر اصیل

پیش دشمن نہ گذر ہوتے ہیں سلیح کو تیغ
بلکہ ہے آتش نمرود گلستان خلیل

ہوتے ہیں سیرت سے ذات لا ابد ممتاز
ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

نہیں ہے قید علائق کسی عالم میں نگ
رسم تحریر میں بھی چھوٹی نہ زنجیر سے فیل

ہے تہ خاک بھی قارون کو سفر تا ملک
سینہ تا تحت ثری منزل آرام بخیل

عید اک روز جہان میں معنا ہے یکیا
ہمارے ہے کثرت تکلیف کہ یان عیش قلیل

گشتہ فلک دون سے ہر کہ
خوشہ فیض سے ہے بہرہ

قابل انسان کے صحبت کریں انسان کی
بنگیا پیش ہی صورت دنیا

جتنا خورشید ہے اونچی ہی بارش ہو اسلا
ہو وہ کیوں نکرتیں عشق و رحمت کی دلیل

عشق کو اک ارجمند ہے بزور
بار صد کوہ الم ہے عمل جبر ثقیل

لگے نہ پیچ کو گر للہ عاشق کی ہوا
دم میں اجزائے کی طرح ہو تحلیل

سلطانی

ف

91

نظر آتا ہی برنگ لب ساغر جو ہلال ٭ ٹپکا پڑتا ہی لب ہست سے شوق تقبیل
گاہ مے خم مین ہی گر شیشے مین گیاہ پیر ٭ روح کرتی ہی کسی ستا کی قالب تبدیل
تہنیت خوان ہو تو آج اوس شہ ذی دل کا ٭ جسکے نزدیک ہی اک قطرے سی کم قلزم نیل
وہ بہا در شہ والا نسب و پاک گہر ٭ خسرو چرخ سریر و شہ خورشید اکلیل
ماہ نو چشم زدن مین سہ کامل ہو جاے ٭ نظر مہر مین ہے اوسکی وہ نور تکمیل
نور معنی ہے بہر شکل نتیجہ اوس کا ٭ اللہ اللہ سے نسبی شکل شہنشاہ شکیل
مدح حاضر مین جو چہون مطلع روشن لیبا ٭ مطلع شمس کو بھی جسکی ہو واجب تجمیل

مطلع ثالث

بعد شاہان سلف کو تجھی لون ہی تفضیل ٭ جیسے قرآن پس توریت و زبور و انجیل
تو ہوا سطرح سے عزت دہ اولاد تمر ٭ جیسے موسیٰ شرف افزای بنی اسرائیل
نور افزاے بصارت ہو اگر تیرا جمال ٭ آئین آنکھون سی نظر یعنی اللہ جمیل
سو ہی نیکو یہ ہے اصل تری خو دیکھو ٭ کھون کیونکر نہ کہ احسن الی احسن سبیل
ہے جو انسان کے قالب مین ترا نور ظہور ٭ برج خالی مین ہے خورشید فلک کی تنزیل
دانش آموز ہو گر تربیت عام تری ٭ سید مجنون کو بنا دے ابھی انسان عقیل
جو ہر تیغ اجل ایک ترے حکم کی نقل ٭ تر حکمی قضا حکم کی تیرے تعمیل

عدل نے تیرے کیا روئے زمین کو گلزار | آج تک عدل میں کوئی ہوا تیرا عدیل
سینہ پہ جوش گل و لالہ نکل آیا ہے | دادخواہی کے لیے خاک سے خون ہابیل
واسطے دیدۂ بدبین کے ہے یہ عین صلاح | ہو تری نوک سنان سرمہ کو جو ن میل
تیر پر سائے مدد جو کمان دار قضا | کم نہ فوارے سے ہو تیر و ن کے اوسکی قندیل
رہزن سلطنت بدخواہ ہوا دل ہی تقضا | آسکے پشت پدر سے نہ کبھی تا جلیل
تھکے ہیں تری انصاف کے ہون ہاتھ قلم | دے اگر بھول کے بھی کوئی سر حرف کو پیل
ذوق کرتا ہے سخن تیری دعا پر کوتاہ | ہو گران خاطر نازک پہ بساط تطویل
عید ہر سال ہو فرخ تجھے باجاہ و جلال | ہون قوی پایہ تری دوست بصد قدر جلیل
جو ضلالت سے ہون گمراہ وہ آئین خدا | ذل اقدام سے ہون خاک مذلت پہ ذلیل

قطعہ در مدح میرزا شاہرخ بہادر

میرزا شاہرخ بہادر نے | قصد صید افگنی کیا جس دم
خون نخچیر سے ہوا سارا | دامن دشت لالہ زار ارم
نہ بچا اوس شکار افگن سے | صید کوئی سوائے صید حرم
مرغ سیمرغ اور غزال و پلنگ | ہوئی مسکن پذیر دشت عدم
بے جگر گوشۂ بہادر شاہ | ہو بہادر نہ کیون وہ نیک شیم

قصیدۂ یازدہم

قطعہ

قصیدہ دوازدہم

قطعہ

نطق شیریں ترا وہ ہے کہ نہ سنا میں جسکی
آب دریا میں ہو سے جوش حلاوت پیدا
اس قدر تابع فرمان ہے زمانہ تیرا
ہوکے سرسبز بہاران کرم سے تیرے
بلکہ حیرت کی نہیں جا کہ سر شاخ خدنگ
وہ ترا زور حمایت ہو کہ جسکی باعث
ہل سکیں پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ رکھیں
دیگ مطبخ یہ تری یہ فلک پر انجم
پیل تیرا گل سوسن کا بڑا ایک انبار
اوسکی خرطوم کسی دلبر لیلی وش کی
لکھوں شوخی جو تری توسن چالاک کی میں
وقت کا وہی کہو معرکہ ر الکیا اوسکا
اے فلک جاہ تری درگہ میں ذرہ خاک
طبع رنگیں میں تری وہ چمن لالہ و گل

تر زبان موجۂ دریا ہو اگر ایک زمان
لب دریا بھی بہم ہوکے ہون دو نون یکسان
ہو نہ گلشن میں کبھی دیدۂ گل نافرمان
شاخ ہر گل چمن دہر میں ہو شاخ کمان
روشن غنچۂ گل ہو وے شگفتہ پیکان
ناتوانوں کو بھی ہے وہ حق تاب و توان
ایک تا نوک وہ رسے سو پیل دمان ہاں
کیا عجب صورت سرپوش ہو گر قطرہ فشان
گل مہتاب کے گلدستے ہیں اوسکی دندان
جعد مشکیں ہے کہ ہے کاکل عنبر افشان
اشہب خامہ بھی ہو موج رم برق جہان
سر حاسد کو رکھی صورت گوی چوگان
جیسے خورشید نے اپنی جبین افشان
روبرو جسکے ہو گلزار ارم خارستان

فرد حساب صرف سوا اس بیاض کے ہو کم
گو لاکھ جمع و خرچ کا ہو دفتر آسمان

نوروں کی بحیثیت سطح عالی ہیں اس قدر
ہو جس کا ایک تودۂ خاکستر آسمان

اس روشنی کے چند و کھا دیجی تختیاں
نازاں ہے آفتاب کے نیچے پر آسمان

ابر بہار و دود چراغاں سے تو ہو تو
ہوں سات آسمان کی جگہ سستر آسمان

ہیتم قمر میں ور یہی ہو روشنی و چند
کاجل لگائے اوسکی دھوئیں سے اگر آسمان

گڑوائے پارہ پارہ فلیتوں کے واسطے
مہتاب کو سمجھ کے کہیں چادر آسمان

بیکلسہ و سیاہ و خوش رنگ نو بہ نو
فانوس ہو کیا سبو جیہ سا چھت پر آسمان

ٹھلیو ہیں ہیں وہ نقل پڑا اوسکا عکس اگر
ہے کہکشاں کی مانگ میں موتی بھرا آسمان

آرایش ایسی اور وہ گلہا رنگ رنگ
ادنیٰ سا جن میں غنچۂ نیلوفر آسمان

بنوائے اس میں پھول طلائی و نقرئی
ہے سے کے ماہ و مہر سے سیم و زر آسمان

نقارخانے کی ہے جو آسمان سے وہ شکوہ
گویا ہے اک زمیں پہ پڑا اختر آسمان

قطعہ

کرتا ہے رقص تخت پہ نقارخانے کے
شہنائی کی صدا کو جو سن کر آسمان

آوازۂ دمامۂ نوبت سے گونج اوٹھا
وہ جو سب آسمان کے اوپر ہے آسمان

دولہا دولھن کی ہے یہ علامت سہاگ کی
آیا ہے اک سہاگ کی تہ اوس پر آسمان

تجھسا زمین پہ دیکھے جو فرخ فر آسمان
قربان نہ کیون زمین کے ہو پھیر پھیر کر آسمان

طالع سدا مساعد و عالم سدا مطیع
کوکب ہمیشہ یار ترا یاور آسمان

نہ آسمان سے رتبہ ترا یون بلند تر
جسطرح کوہسار سے بالاتر آسمان

خطبے کے واسطے ترے نام بلند کے
گر مشتری خطیب ہو تو منبر آسمان

وہ بحر بیکران ہے تری ہمت وسیع
ہے بلبلا سا ایک کنارے پر آسمان

دریاے قہر تیرا جو طوفان کرے بپا
بہ جاے مثل کشتی بے لنگر آسمان

قدر پر ترے وہ راست قبا ہے جلو جاہ
زیبندہ جس کے واسطے بالاتر آسمان

تیری گہر فشانی دست کرم سے ہے
گویا کہ ایک دامن پر گوہر آسمان

چمکائے تیز تیغ کو اقبال گر ترا
ہو مصقلہ ہلال تو صیقلگر آسمان

یون دل مین ہے ترے جلوہ ذات محیط حق
آجائے جیسے آئینہ کے اندر آسمان

سرعت مین تیرا رخش فلک سیر کیا شہاب
رفتار مین بھی ہے پیل چپل پیکر آسمان

شاہا عجب نہین ترے شبدیز کے لیے
بنوائے ماہ نو سے رکاب زر آسمان

پہونچا نہ اوس کے کاوکیے انداز کو کبھی
کھاتا رہا زمین پہ سدا چکر آسمان

انجم نہین کیا شرر ترے لعل سمند کے
ہے بلکہ تیر اگر وہ دشکر آسمان

قطعہ

طریق رہبری مین خضر سے جب تک لیاقت فن
رہے اور سین تا قطع تعلق سے بیابان مسکن

سہارا ہو وے تا بحر غریق الیاس کا دامن
مسیحا کا ہو بالا خانہ تا خورشید سے روشن

چراغ عمر سے تیرے جہان سارا منور ہو
فروغ اسلام کو اور رونق دین پیمبر ہو

شفق گلگونہ ہو جب تک سحر کے روئے نیسکو کو
ثریا زینت تا کہکشان کے ہو وے بازو کو

کرے آراستہ تا شام اپنے موئے گیسو کو
کرے وسمے سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو

لب پان خوردہ دشمن کے لہو سے تیرا خنجر ہو
سر بدخواہ فرق تیری انگشت سنان پر ہو

گلستان مین ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو پیدا
نہال تاک مین انگور ہو انگور مین صہبا

نیستان مین ہو تا نے اور نے سے نغمہ ہو پیدا
نشہ صہبا مین ہو اور ہو نشہ جب تک نشاط افزا

شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے
رہے تا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے

خوشی تا حاجیوں کو ہو کعبے کی زیارت سے
ترا نام اہل سنت تا ہو مسجد مین جماعت سے

ترا خطبے مین نام اور خطبہ زیب منبر ہو
ترا حامی ابوبکر و عمر عثمان و حیدر ہو

مطلع

فصل گل کن ہے وہ سلطنت آرا سے طرب
کہ دلا باغ مین بلبل کو ہزاری منصب

اشعار دیگر

تیری بخشش سے جو دریا کا معین ہے گمان		پایا گرداب سے ہے گردہ نان آبی
چنگیوں میں ہیں اوڑاتی وہ سو کیا کیا صراف		دست ہمت نے ترے کھوئی ہے روپیہ کی پٹیر

فرد

آتا ہے صاف چوبہ کی صورت نظر ہلال		دیتا ہے تری فوج میں نقارہ جب فلک

فرد

مشکور ہے مجکو جب کہ شکار پرندہ ہو		تانسر طائر ایک پرندہ نہ بچ سکے

مطلع قصیدہ مدح حضرت بادشاہ اکبر شاہ جنت آرامگاہ

داخل ہر بانگ ہے شامل ہر تکبیر ہے		نام کو اللہ اکبر کیا تری توقیر ہے

ناتمام

تو نکلے میرے قلم سے صدائے ربط جنابا		کروں اگر رقم تہنیت کا آج آہنگ
کرے ہے شیر کی چیرہ دستی آہو لنگ		ترا وہ زور عنایت ہے پاؤں کو اپنے
کہ مہر و مہ کو گہن لازم آئینہ کو ہے زنگ		شہا تری رخ روشن کو کس سے دوں تشبیہ

مطلع

جن پہ کھاتا ہے چمن میں تختۂ اور رنگ گل		ہیں وہ نعلین منور تیرے سر اور رنگ گل

مخمس در مدح

ناتمام

۹۰

قصیدہ ناتمام در منقبت

قطعہ [illegible]

[illegible]

گر خوب ہی گشتی کہ یہ ہے سیر ماہتاب		تاشیب ہو تو اس سے کہ داڑھی ہوئی سفید
یہ برف وہ نہیں جسے رکھیں نہ سو واب		ہے پیر زال خشک کی ہوا پر بقا ہی عمر
گردش ہر آسمان کو زمانے کو انقلاب		جو دم ہے سے گذرے غنیمت سمجھو سیر
بیٹھے ہیں بلبلوں کے ہو پیدا الطاف شراب		ٹوٹے گر جہین کو گریہ ستا نہ سیر آب
مستی میں گر بلند ہو سیری صفیر خواب		جا گر دیکھیں وہ جو خواب عدم میں ہیں ہوشمند

مدح

میزان عدل ہے تری میزان میں قتاب		کرتا ہے روز شب کو سراپا شہنشہا
چاہے ہے تیر شہاب وہ تجھ سے گر خطاب		خورشید کھینچتا ہے جو برج اسد پہ تیغ

ناتمام

برسات میں عید آئی قدح کش کی بن آئی		ساون میں مہ نو مہ شوال دکھائی
ساقی کو کہ بھر بادہ سو کشتی طلائی		کرتا ہے ہلال ابروے پرچشم سو اشارہ
ساقی ہے ہم آتش پہ ہے تیز اور اڑائی		کوندا ہے جو بجلی تو یہ سوجھی ہے نشہ میں
ہرنا ہے کی ہے دشت میں پاپڑ چھائی		نہ پہنچا کہ لشکر باراں ہے یہ زور
ساقی نے تو سر سوں ہتھیلی پہ جمائی		کیا ساغر زرین کو کیا جلد مہیا
کرتی ہے نسیم آکے کبھی [illegible] سائی		کرتی ہے صبا آکے کبھی غالیہ بیزی

۹۹

[illegible]

قطعہ

دعا ہے ذوق کی یہ خلوت ولیعہدی
مبارک آپکو بانت [illegible] بادشاہی کی
یہ تاریخ اسکی [illegible] سے ہے [illegible]
نقش سورہ [illegible] ۱۲۱۱ [illegible] کی

اشعار قصیدہ

آگے تیری طبع موزون کی ہے کیا مثل عروض
ہو بحر متے ہین وہ [illegible] فاعلات فاعلات
فیض سے تیرے ہے [illegible] جہان سرسبز ہو
ذات ہے تیری سنا سرچشمۂ آب حیات

اشعار قصیدہ بصفت زبان

چمکے سرطان و اسد مہر کا ظاہر اسکن
آب در [illegible] ہوئے نشو و نمائے گلشن
جوش رو [illegible] ہوئی بہرہ [illegible] یاد آئی ہے
[illegible]

کثرت تار نظر سے ہو تماشائیون کی درخوش آب معنی سے بنا کر لایا جسکو دعوی ہو سخن کا یہ سنا دو اوسکو		وصف نظارہ تیرے ذوق کو یہ سہرا واسطے تیرے ترا ذوق ثنا گر سہرا دیکھ اسطرح سے کہتے ہین سخنور سہرا

رباعیات مدح

شاہا تجھے یا دولت و بخت فیروز ہو وے شرف افروز تیرے طالع سے		فرخ ہو سدا احبان مین جشن نوروز ہر سال حمل مین مہر عالم افروز

رباعی

خورشید سے اک روز جہان مین نوروز ہے تجھکو زمانے مین شرف دوازدہ ماہ		اور تجھسے جہان روز مسرت اندوز اور ہے مہر جہانتاب کو اک ماہ اک روز

رباعی

کہتا ہے یہ فیروزی رنگ نوروز ہو دشمن سرکش کے لیے سہم الموت		تو ہو صف اعدا پہ مظفر فیروز اے شاہ عدو کش ترا تیر دل دوز

فرد

جب طرح شعلے کا عالم ہو [illegible]
جوش سے ہون [illegible] ارغوان [illegible]

فرد

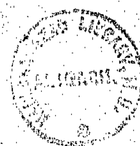
[illegible]

خاتمۃ الطبع

[illegible]

دیوان ذوق

[illegible]



منتخب کلیات ظفر ۔ انتخاب ہے چاروں جلدوں کا کلام حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ غازی کا۔

دیوان بہار عرب ۔ در محامد خاتم الرسالت مؤلفہ حاجی محمد نذیر مصطفےٰ آبادی۔

دیوان لطف ۔ پاکیزہ دیوان غزلیات مع سراپا و مسدس و کنایات مصنفہ حافظ محمد لطف علیخان صاحب بریلوی مرحوم

ایضاً ۔ نعت سرور دو عالم غزلیات تمام ردیفوں کی محامد خاتم المرسلین میں از بہار ثنا ۔ طبع ثانی مفتی غلام سرور لاہوری۔

دیوان ہنجار سالک ۔ عمدہ کلام از مرزا قربان علی بیگ سالک۔

دیوان نیاز ۔ از روشنی صاف طبع نازک بندش و نیاز احمد بریلوی نیاز۔

دیوان شہیدی ۔ مصنفہ کرامت علیخان شہیدی تخلص

دیوان امیر ۔ ہے مراۃ الغیب از امیر احمد امیر تخلص۔

دیوان غالب دہلوی ۔ کئی مرتبہ دیوان مختلف مقامات میں چھپا اور بڑی خواہش سے بکا اور ہنوز خواہش خریداران اسی طرح سے ہے کیونکہ بہت بے علیٰ پایہ حضرت اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہے جن کا مثل و نظیر ہندوستان میں نہیں ہے یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے منتقل ہو کر طبع ہوا۔

دیوان نشاط الاحباب ۔ مصنفہ بابو ہرگوبند سہائے۔

دیوان جرار ۔ مصنفہ مرزا حسین بیگ تخلص جرار۔

دیوان قلق ۔ سلسلے بعد ظہور عشق کلام استاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق۔

دیوان واسطی ۔ نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ۔

دیوان عاشق ۔ کلام لطیف از پنڈت کنہیا لال تخلص عاشق۔

دیوان خواجہ میر درد ۔ شاعر صاحب باطن۔

دیوان بحر اسرار حقیقت ۔ در نعت سید مجتبیٰ مصنفہ قاضی علی احمد تخلص منشی علی

دیوان ہشیار ۔ مصنفہ کیول رام۔

دیوان صبا ۔ ہے مشہور اردو از میر وزیر علی صبا۔

دیوان ضامن ۔ از سید ضامن علی شاہ۔

دیوان نواب علاء الدولہ ۔ سید محی الدین خان صاحب تخلص فقیر عرف نواب پیر و مرشد صاحب۔

دیوان مخزن شوق ۔ غزلیات بطرز حضرت ذوق دہلوی مصنفہ منشی ہر پرشاد ... تخلص شوق ہر چند ایک کلام میں کلام ذوق ... کلام میں کلام ہر جگہ۔

ایضاً ۔ شائستہ ... غزلیات تاریخ ازمنشی ہر پرشاد ہے۔

دیوان ولی ۔ یہ دیوان قدیم زبان ریختہ موجد شعر گوئی زبان ریختہ شاہ ولی اللہ گجراتی کا کلام ہے اول زبان ریختہ میں ایسے شاعر عالی نے شعر کہا ہے بڑی تلاش سے دستیاب ہوا۔

چمنستان جوش ۔ دیوان نواب محمد حسن خان جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان۔

مجمع الاشعار ۔ نمونہائے اردو و فارسی اساتذہ۔

چمن بے نظیر ۔ اشعار عمدہ اردو و فارسی اساتذہ فراہم کردہ مولوی محمد ابراہیم بن شہاب الدین۔

گلدستۂ امانت ۔ جس میں چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ کی ہیں۔

گلدستۂ لغت ۔ اشعار فارسی و اردو مولفہ محمد جمیل الدین احمد۔

گلدستۂ خندان ۔ کلام موزون منشی منور علی تخلص خندان۔

شمش فیض ۔ قصائد ولی عہد بہادر والی سورٹھ و افسانۂ خیالی منظوم از منشی غلام محمد خان تخلص جنیر۔

گلشن فیض ۔ قصائد مدحیہ از شیخ بہاء الدین۔

خریطۂ سرور ۔ تہنیت نامہ کتخدائی نواب بہادر خان ولیعہد ریاست سورٹھ۔

کتب قصہ جات نثر

الف لیلہ — با تصویر اردو مترجمہ منثور سحر بیان ابو حاظم مولوی محمد حامد علی خان حامد خلف حافظ غلام علی خان شاہ آبادی
الیضاً امیر بینائی و طلسم الف لیلہ الہادی —
الیضاً — مترجمہ مولوی صاحب ممدوح العتقد —
فسانہ عجائب — بالتصویر مصنفہ مرزا رجب علی بیگ سرور —
الیضاً — بر کاغذ خانی —
الیضاً — بر کاغذ فاختہ —
الیضاً — بغیر تصویر —
سروش سخن — بجواب فسانہ عجائب مصنفہ سید فخر الدین حسین مرور دہلوی
طلسم حیرت — سہ رنگ فسانہ عجائب مولفہ منشی جعفر علی شیون —
باغ و بہار — یعنی چہار درویش مولفہ میر امن دہلوی —
الیضاً — بر کاغذ خانی —
طلسم فصاحت — مصنفہ مولوی محمد حسین جاہ —
سبیل امید — مصنفہ مولوی رفیع الدین وکیل —
وقائع راجکمار — مصنفہ دکنور جگت سنگھ خلف راجہ بالسنگھ
سیمی بہادری — مترجمہ راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند —
آرائش محفل — قصہ حاتم طائی بالتصویر مولفہ سید حیدر بخش
الیضاً — بر کاغذ خانی —
الیضاً — بغیر تصویر —
داستان امیر حمزہ — بالتصویرات بنظر ثانی حافظ محمد عبد اللہ بلگرامی —
نوطرز مرصع — قصہ چہار درویش بعبارت مسجع مولفہ منشی محمد حسین زریں —
بستان حکمت — اردو ترجمہ انوار سہیلی کا مولفہ جعفر محمد خان آگرہ —
قصہ سیاہ پوش — مولفہ عنایت اللہ خان عیش —
فسانہ معقول — مصنفہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر
قصہ سورج پور — ایک زمیندار کا فسانہ مولفہ چرنجی لال —
آئینہ عقول — یعنے قصہ لقمان ... ... و طبع ثانیہ بغداد ... سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسٹنٹ

کمشنری کے —
جادۂ تسخیر — نادر عبارت مسجع مصنفہ نواب محمد سعید الدین خان بہادر —
بوستان خیال — مصنفہ میر محمد تقی مخلص جعفری —
قصہ ارگل — مولفہ ... ...
سیر مقبول — نادر عبارت مصنفہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر —
قصہ گوپی چند بھرتھری —
سنگھاسن بتیسی — قصہ راجہ بکرماجیت بالتصویر —
بیتال پچیسی — قصہ راجہ بکرم مع تصویرات ہے —
گل بکاؤلی — مولفہ منشی نہال چند شاہجہان آبادی —
طوطا کہانی — تصنیف حیدری حسن
قصہ گل صنوبر — مولفہ ... ...
طوطی نامہ — مع قصہ ابراہیم ادہم مولفہ شاہ غلام حیدر —

کتب فسانہ منظوم

الف لیلہ منظوم — چار جلد تصنیف ...
۱ — جلد — منظوم و لکش مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی سخنور نامی —
۲ — جلد — نتیجہ طبع شاعر خوش فکر طوطا رام شایاں —
۳ — جلد — ″
۴ — جلد — از منشی شادی لال شاگرد مرزا نسیم دہلوی —
مجموعہ قصص — منظوم ... قصہ ... مولفہ ...
۱ — قصہ سوداگر بچہ ۲ — قصہ ماہی گیر ۳ — قصہ جمجمہ ۴ — قصہ منصور
۵ — قصہ شاہ روم —
قصہ سوداگر بچہ — فقط —
قصہ ماہی گیر — ″
قصہ جمجمہ — ″
قصہ منصور — ″
سنگھاسن بتیسی — منظوم منشی رنگین لال —
گلزار ابراہیم — ابراہیم ادہم کا سچا فسانہ مولفہ محسن شاعر —
چشمہ شیریں — فرہاد و شیریں کا قصہ —